اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

The ALFAZL QADIAN

تار کا پتہ
الفضل
قادیان

اخبار الفضل قادیان

ہفتہ میں دو بار

ایڈیٹر غلام نبی

فی پرچہ ۱ر

قیمت پیشگی
سالانہ للعہ
ششماہی عہ
سہ ماہی ۲
بیرون ازہند
بنام منیجر
الفضل
بھیجو

نمبر ۱۵ — مورخہ ۲۱ اگست ۱۹۲۸ء سہ شنبہ مطابق ۴ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ — جلد ۱۶

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ باوجود کمزوری صحت خدا تعالیٰ کے خاص فضل کے ماتحت چار گھنٹہ روزانہ درس القرآن دے رہے ہیں۔ ۱۹ اگست تک سورہ یوسف کے رکوع ۱۰ تک درس ہو چکا ہے۔ درس میں شامل ہونے والے احباب کی تعداد میں ابھی تک اضافہ ہو رہا ہے۔ جوں جوں احباب کو موقع مل رہا ہے۔ تشریف لا رہے ہیں۔

۱۳ اگست کے امتحان میں حسب ذیل مسجلین نے پانچویں درجہ تک نمبر حاصل کئے ہیں:۔

درجہ اول:۔ ۱۔ حافظ عبدالسلام صاحب شملہ۔ ۲۔ محمد احسن صاحب قریشی

درجہ دوم:۔ (۱) بابو محمد امیر صاحب کوئٹہ (۲) مولوی عبدالمغنی صاحب قادیان (۳) سید عنایت اللہ شاہ صاحب قلوبانی (۴) بابو عبدالحمید صاحب شملوی (۵) محمد سعید صاحب (۶) محمد منظور احمد صاحب (۷) نذیر احمد صاحب بی۔ ایس سی (۸) محمد عبداللہ صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی (۹) عطاء اللہ صاحب بی۔ اے (۱۰) چوہدری فقیر محمد صاحب

درجہ سوم:۔ (۱) نور محمد صاحب (۲) مرزا عبدالحق صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل بی۔ (۳) سید سردار شاہ صاحب (۴) محمد اسحٰق صاحب عابد (۵) میاں فضل الدین صاحب دیچی ٹکٹ (۶) ماسٹر نور الٰہی صاحب (۷) شیخ نذیر احمد صاحب رحمانی (۸) عبدالعلی صاحب قادیان

درجہ چہارم:۔ چوہدری عصمت اللہ صاحب وکیل (۲) ملک عبداللہ صاحب (۳) بابو اللہ بخش صاحب فیروزپوری (۴) قاضی محمد صلح صاحب (۵) مبارک احمد صاحب جامعہ احمدیہ

درجہ پنجم:۔ عبدالغفور صاحب جالندھری (۲) منشی رمضان علی صاحب (۳) منشی عبدالعزیز صاحب پٹواری (۴) محبوب عالم صاحب خالد (۵) شیخ عبدالقادر صاحب (۶) عبدالعزیز صاحب بٹالوی (۷) سید محمد لطیف صاحب (۸) منشی قدرت اللہ صاحب سنوری۔

۱۵ اگست کو دن کے وقت اور ۱۶ کو رات کے وقت اگرچہ تھوڑی تھوڑی دیر بارش ہوئی۔ لیکن زور سے ہوئی۔ خدا تعالیٰ اپنے اس فضل کو وسیع فرمائے۔

افسوس ۱۵ اگست میاں نظام الدین صاحب جہلمی کی بیوی چند دن بیمار رہنے کے بعد فوت ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ نے وصیت کی ہوئی تھی۔ مقبرہ بہشتی میں دفن کی گئیں۔ مرحومہ کئی چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ گئی ہیں۔ ہم اس صدمہ میں میاں نظام الدین صاحب سے جو بسلسلہ کاروبار ماریشس گئے ہوئے ہیں۔ اظہار ہمدردی کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے۔

راستی کو قائم کرنیوالا خداوند کا بہادر

یسعیاہ نبی نے باب ۴۲ میں بالتفصیل نبی اسلام کی بشارت دی ہے جس میں سے چند آیات یہ ہیں:-

"دیکھو میرا بندہ جسے میں سنبھالتا۔ میرا برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہے۔ میں نے اپنی روح اس پر رکھی۔ وہ قوموں کے درمیان عدالت جاری کرائیگا۔ وہ نہ چلائیگا اور اپنی صدا بلند نہ کریگا۔ اور اپنی آواز بازاروں میں نہ سنائیگا۔ وہ مسلے ہوئے سینٹھے کو نہ توڑیگا۔ اور دھمکتی ہوئی بتی کو نہ بجھائیگا۔ وہ عدالت کو جاری کرائیگا۔ کہ دائم رہے۔ اس کا زوال نہ ہوگا۔ اور نہ مسلا جائیگا۔ جب تک راستی کو زمین پر قائم نہ کرے۔ اور بحری ممالک اس کی شریعت کی راہ تکیں..... میں خداوند نے تجھے صداقت کے لئے بلایا۔ میں ہی تیرا ہاتھ پکڑونگا۔ اور تیری حفاظت کروں گا۔ اور لوگوں کے عہد اور قوموں کے نور کیلئے تجھے دونگا۔ کہ تو اندھوں کی آنکھیں کھولے۔ اور بندھوؤں کو قید سے نکالے اور ان کو جو اندھیرے میں بیٹھے ہیں۔ قید خانے سے چھڑائے..... خداوند کیلئے ایک نیا گیت گاؤ۔ اے تم جو سمندر پر گذرتے ہو اور تم جو اس میں بستے ہو۔ اے بحری ممالک اور ان کے باشندو! تم زمین پر سر تا سر اسی کی ستائش کرو۔ بیابان اور اس کی بستیاں قیدار[1] کے آباد دیہات اپنی آواز بلند کریں گے۔ سلع[2] کے بسنے والے ایک گیت گائیں گے پہاڑوں کی چوٹیوں سے للکاریں گے۔ وہ خداوند کا جلال ظاہر کرینگے۔ اور بحری ممالک میں اس کی ثناخوانی کرینگے۔ خداوند ایک بہادر کی مانند نکلیگا۔ وہ جنگی مرد کی مانند اپنی غیرت اکسائیگا۔ وہ چلائیگا۔ ہاں وہ جنگ کیلئے بلائیگا۔ وہ اپنے دشمنوں پر بہادری کریگا...... خداوند اپنی صداقت کے سبب راضی ہوا۔ وہ شریعت کو بزرگی دیگا۔ اور اسے عزت بخشیگا"

اس پیشگوئی میں جس مقدس وجود کو "عدالت کا جاری کرنے والا"۔ "راستی کو قائم کرنے والا" اور "شریعت کو بزرگی دینے والا" قرار دیا گیا ہے۔ اس کے وقت کے متعلق حضرت مسیح فرماتے ہیں:-

"میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے۔ کیونکہ اگر میں نہ جاؤں۔ تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئیگا۔ لیکن اگر جاؤں گا۔ تو اسے تمہارے پاس بھیج دونگا۔ اور وہ آکر دنیا کو گناہ اور راستبازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائیگا" (یوحنا ۱۶ ۷)

کیا اس صراحت کے باوجود انکار جائز ہو سکتا ہے؟ عیسائی صاحبان کا فرض ہے۔ کہ بتلائیں۔ کہ وہ کونسا "بندہ خدا" گذرا ہے۔ جو اس پیشگوئی کا مصداق ہے۔ ورنہ حضرت مسیح کی تکذیب لازم آئیگی۔

[1] قیدار حضرت اسمٰعیل کے ایک بیٹے کا نام ہے۔ (پیدائش ۲۵ ۱۳)
[2] سلع مدینہ کے پہاڑ کا نام ہے۔
(مجمع البحار جلد ۲ صفحہ ۱۳۰)

حضرت سلیمان کی پیشگوئی

بانی اسلام کے متعلق حضرت سلیمان کی کتاب میں لکھا ہے:-

"میرا محبوب سرخ و سفید ہے۔ دس ہزار آدمیوں کے درمیان وہ جھنڈے کی مانند کھڑا ہوتا ہے"

اس کے بعد حلیہ مبارک درج کر کے لکھا ہے:-

"اس کا منہ شیرینی ہے۔ ہاں وہ سراپا عشق انگیز ہے اے یروشلم کی بیٹیو! یہ میرا پیارا یہ میرا جانی ہے"

(غزل الغزلات ۵ ۱۰ تا ۱۶)

اس آیت میں جس لفظ کا ترجمہ "سراپا عشق انگیز" کیا گیا ہے۔ وہ عبرانی میں "مُحَمَّدِیم" ہے۔ عبرانی بائیبل میں یہ آیت یوں ہے:-

"حِکّوْ مَمْتَقِّیم وَکُلّوْ مُحَمَّدِّیم ذِہْ دُوْدِیْ وَذِہْ رَعِیْ بَنُوْتْ یَرُوْشَلَایِم"

جس میں گویا صاف طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک موجود ہے۔ مگر "أتحدثونهم بما فتح الله علیکم" کہنے والوں نے نام کا بھی ترجمہ کر دیا۔ اور وہ بھی غلط

عیسائی اور یہودی احباب خدارا ان واضح بیانات پر غور فرمائیں۔ اور خدا کے برگزیدہ انبیاء کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کر کے مورد غضب الٰہی نہ بنیں۔

خاکسار:- اللہ دتا جالندھری مولوی فاضل سیکرٹری انجمن احمدیہ خدام الاسلام قادیان

اعلان

عام طور پر لوگ سوال کیا کرتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حج کیوں نہیں کیا۔ اس کے جواب میں انجمن احمدیہ خدام الاسلام قادیان کا تازہ ٹریکٹ نمبر ۲۱ بعنوان "فریضہ حج اور حضرت مسیح موعود" شائع ہوا ہے۔ احباب طلب فرما سکتے ہیں۔ ہر بیس ٹریکٹوں کیلئے پانچ آنہ کے ٹکٹ آنے چاہئیں۔ نیز جمعیتہ احرار المسلمین کا شرمناک ردیہ" والا ٹریکٹ بھی مفید اضافہ کیساتھ باردوم شائع ہوا ہے۔ ایک روپیہ سینکڑہ علاوہ محصولڈاک کے حساب سے طلب فرمائیں۔ خاکسار سکرٹری انجمن احمدیہ خدام الاسلام قادیان

حضرت مسیح موعود کا ذکر وادیوں میں

یدعون لک ابدال الشام وعباد الله من العرب
(الہام مسیح موعود)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے سورہ جن کا درس دیتے ہوئے فرمایا۔

ان کا ذکر خدا تعالےٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے جو کیا تو یہ ایسی ہی بات ہے۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا۔ یدعون لک ابدال الشام کسی نہ کسی ذریعہ آپ کی کوئی کتاب پہونچی۔ اور ابدال آپ پر ایمان لے آئے۔ یہ پیشگوئی بھی ہے۔ مگر اب بھی معلوم ہو رہا ہے۔ کہ کئی لوگ ایمان لائے ہوئے ہیں۔ جن کا اب کسی نہ کسی طریق سے پتہ لگتا رہتا ہے۔ چین وغیرہ کے احمدیوں کا پتہ غیروں کے ذریعہ لگ رہا ہے۔ اسی طرح نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دل کو تقویت دینے اور خوش کرنے کیلئے بتایا۔ کہ دور دور کے لوگ ایمان لا رہے ہیں"

(ملاحظہ ہو ضمیمہ اخبار الفضل یکم مئی ۱۹۲۸ء)

حضور کے مندرجہ بالا قول کی تصدیق میں ایک تازہ واقعہ پیش کرتا ہوں۔ ۳ رجون کو میں اپنے چند احمدی دوستوں کو لیکر کرمل پہاڑ پر گیا۔ وہاں سے قریب ہی ایک وادی تھی۔ بعض دوستوں نے کہا۔ چلو وادی میں اتریں۔ وہاں ایک نہایت ٹھنڈے پانی کا چشمہ ہے۔ جب وادی میں اتر کر ایک درخت کے سایہ میں بیٹھے۔ تو ایک شخص ہمارے پاس آکر بیٹھ گیا۔ اور میرے ساتھیوں سے میرے متعلق دریافت کیا۔ کیا آپ ہی ہندی مبلغ ہیں۔ انہوں نے جواب دیا۔ ہاں۔ پھر سلسلہ کے متعلق اس سے باتیں ہوتی رہیں۔ اس نے کہا۔ یہاں قریب ہی ایک شیخ ہے۔ وہ آپ سے ملنا چاہتا تھا۔ عصر کی نماز پڑھکر ہم اس شیخ کے پاس گئے۔ تو وہ دور سے دیکھ کر ننگے پاؤں دوڑا آیا۔ اور مجھ سے مصافحہ اور معانقہ کر کے نہایت ہی محبت اور خلوص کا اظہار کیا۔ اور کہا ہم نے جب مشائخ کو جامع مسجد میں آپ کے خلاف یہ کہتے سنا۔ کہ وہ لوگوں سے کہہ رہے ہیں۔ کہ یہ ہندی کافر ہے۔ کہتا ہے۔ کہ مسیح علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ اور مسیح موعود آچکا ہے۔ تو ہم نے آپ کی تلاش شروع کی۔ لوگوں سے پوچھتے تو آپ کا پتہ نہ دیتے۔ بعض تو کہتے - وہ یہاں سے چلا گیا ہے۔ بعض کہتے کہ نابلس یا غزہ میں کسی نے قتل کر دیا ہے۔ (اس قدر بات کر کے رو پڑا) پھر کہنے لگا۔ الحمد للہ کہ خدا تعالےٰ ہی خود آپ کو ہمارے پاس لے آیا۔ ہم تو پہلے سے ہی اس بات پر ایمان لا چکے ہیں۔ اور جو کچھ آپکے

میزان الاقوال میں لکھا ہے۔ سب صحیح مانتے ہیں۔ (میزان الاقوال نہ معلوم کیسے ان کے پاس پہونچ چکی تھی۔) پھر انہوں نے سنایا۔ کہ بیس سال کا عرصہ ہوا ہے۔ یمن میں محمد بن ادریس امام یمن کے پاس تھا۔ جو کابل سے امام محمد بن ادریس کے پاس چند کتابیں اس مدعی کی پہونچیں۔ آپ نے وہ کتابیں پڑھکر علماء کے سپرد کر دیں۔ اور کہا کہ یہ آپ کا کام ہے۔ اس کے متعلق رائے ظاہر کریں۔ اور آپ نے خود اس کے متعلق کچھ نہ کہا پھر علماء میں اس کے متعلق اختلاف ہوا۔ بعض کہیں کہ جو کچھ اس نے لکھا ہے۔ سچ ہے۔ بعض کہیں کہ ایسی باتیں کہنے والا کافر ہے۔ مگر میں استخارہ کر کے اور بعض خوابیں دیکھکر آپ پر ایمان لے آیا۔ چنانچہ میں اسی وقت سے آپ کو امام الوقت مسیح موعود مانتا ہوں۔

۱۲ جولائی کو پھر وہ میرے پاس ہوٹل میں ملاقات کیلئے آئے۔ میں نے ان سے دریافت کیا۔ کونسی کتابیں وہاں پہونچی تھیں۔ انہوں نے کہا ہم نے اسی وقت چند عبارات حفظ کی تھیں۔ جب انہوں نے عبارت سنائی تو وہ کتاب الاستفتاء کی تھی۔ پھر انہوں نے قصیدہ اعجازیہ کے شعر سنائے۔

یہ شیخ نہایت عابد زاہد ہیں۔ وادی میں ایک جگہ چند درخت ہیں۔ وہیں ایک چھوٹے سے مکان میں رہتے ہیں ہر وقت ذکر اللہ میں مشغول اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہتے ہیں۔ ہر روز روزہ رکھتے ہیں۔ میں نے کہا حدیث میں تو داؤد علیہ السلام کے روزوں کو خیر الصیام کہا گیا ہے۔ کہنے لگے علاج کے طور پر بھی تو آنحضرت صلعم نے روزوں کا ارشاد فرمایا ہے۔ قرآن مجید کی تفسیر صوفیانہ طریق پر کرتے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہت سی آیتوں سے صداقت ثابت کرتے ہیں۔ ان کی عمر پچاس سال کے قریب ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی اور رسول مانتے ہیں۔ اس ملاقات کے بعد مجھے قدس جانا پڑا۔ پھر دیر تک ان سے ملاقات نہ ہو سکی۔ مگر ان کا ایک شاگرد میرے پاس آتا رہا۔

۱۳ جولائی کو وہ میرے مکان پر جمعہ کی نماز کے لئے تشریف لائے۔ تو نماز ادا کرنے کے بعد کہنے لگے۔ اگرچہ میں پہلے سے ایمان لایا ہوا ہوں۔ مگر پھر آپ کے ہاتھ پر تجدید عہد کرتا ہوں۔ تب وہ اور دو شخص اور ان کے ساتھ سلسلہ میں داخل ہوئے۔

شیخ کا نام الحاج محمد المغربی الطرابلسی ہے۔ اور باقی دو کے نام سلیم بن محمد الربانی اور یعقوب محمود ابو عباس ہیں۔ ایک اور شخص نیازی قدوری حافظ اہالی عکہ سے ۱۸ جولائی کو سلسلہ میں داخل ہوئے۔ اللہ تعالےٰ سب کو استقامت عطا فرمائے۔

اس واقعہ سے ظاہر ہے۔ کہ نہ معلوم کتنے صلحاء ہیں۔ جو آنحضرت صلعم کے وقت کے جنوں کی طرح پوشیدہ ہیں جن کا ہمیں علم نہیں۔ مگر وہ آپ پر ایمان لا چکے ہیں۔ کیوں نہ ہو خدا تعالےٰ کا آپ سے وعدہ ہے "میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا"۔ اب جماعت احمدیہ کو تبلیغ کا موقعہ اسی لئے دیا گیا ہے۔ کہ تا وہ ثواب میں شریک ہو جائے۔ ورنہ آپ کی تبلیغ کو دنیا میں پہونچانے کا خود خدا تعالےٰ فیصلہ کر چکا ہے۔ ؎

بمفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمانست ایں بہر حالت شود پیدا

خادم جلال الدین شمس احمدی از حیفا۔ ۱۹ جولائی

رویائے صالحہ

رویائے صالحہ کے ذریعہ اللہ تعالےٰ مومنوں کو مشکلات سے بچاتا ہے۔ اور فتنہ و فساد کے وقتوں میں غلطیوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ ایک معمولی انسان کا خواب بطور حجت پبلک کے سامنے پیش نہیں کی جا سکتا۔ ہاں جو لوگ ایک خاص شخص سے تعلق رکھتے ہیں ان کیلئے مضبوطی اور تازگی ایمان کا موجب ہو سکتا ہے۔ اس لئے میں اپنے ایک پرانے خواب کا ذکر کرتا ہوں۔ جس سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے درجہ کا علم ہوتا ہے۔ اور آپ کے مخالفین کی مردہ روحانیت کا اظہار ہوتا ہے۔

غالباً دو سال سے زائد عرصہ گذرتا ہے۔ کہ میں نے دیکھا۔ حضرت صاحب کسی مسجد میں تقریر کرنے کی خاطر تشریف لے جا رہے ہیں۔ اور میں بھی ساتھ ہوں۔ آہستہ آہستہ لوگ آنے لگے۔ اور ساتھ شامل ہوتے گئے۔ بہت ہجوم ہو جانے کے باعث حضرت صاحب سے علیحدہ ہو گیا۔ لیکن ہجوم کے ساتھ ہو میں بھی مسجد میں داخل ہو گیا۔ اور ایک طرف کچھ فاصلہ پر بیٹھ گیا۔ حضور نے تقریر شروع کی۔ تھوڑی دیر کے بعد کچھ لوگ درمیان سے اٹھے۔ اور جگہ خالی پا کر میں پھر قریب ہی جا بیٹھا۔ اور میں نے افسوس کیا۔ کہ انہوں نے جلد بازی سے کام لیا ہے۔ اور بات کو اختتام تک نہیں سنا۔ اس اثنا میں حضرت صاحب کی تقریر شروع رہی۔ اور حضور نے فرمایا۔ قرب الٰہی حاصل ہونے سے اللہ تعالےٰ کی صفات کا ظہور اس کے خاص بندوں کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ کی صفت تکوین یا خلق بھی اس کے عبد کے ذریعہ ظاہر ہوتی ہے۔ پھر حضور نے فرمایا۔ دیکھو میں پیدا کرتا ہوں۔ اس کے بعد حضور نے اپنے ہاتھ کے اشارہ سے بعض چیزیں پیدا کیں۔ اس موقعہ پر ایک شخص ڈاکٹر عبد اللہ کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا۔ یہ شرک کی تعلیم ہے۔ ہم اس کو سن نہیں سکتے۔ اور اٹھ کر چلا گیا۔

رویا کی حالت دور ہونے پر مجھے خطرہ ہوا۔ کہ ڈاکٹر عبد اللہ ہماری جماعت سے علیحدہ ہو جائیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ قریباً ایک سال بعد ڈاکٹر عبد اللہ علیحدہ ہو گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

منظور ہے گذارش احوال واقعی

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار ہمدم

آپ کے اخبار نمبر ۲۸۴ جلد ۱۳ بابت ۱۰ اگست ۱۹۲۶ء میں گدیہ کے مایہ ناز بیرسٹر شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی صفحہ ۳ کالم ۲ میں حسب ذیل تحریر فرماتے ہیں:-

"قادیانی جماعت سے تو سخت بیزار اس لئے ہوں کہ وہ خاتم النبیین سرور دوجہان افضل الناس اکمل البشر کے برابر آپ کے ایک ادنےٰ غلام کو بنانے کی کوشش کرتے ہیں"

یہ بیان جناب شیخ صاحب کا راستی سے بہت دور ہے۔ جناب شیخ صاحب کو بیزاری کا حق حاصل ہے۔ کیونکہ وہ لکھنؤ کے قریب کے ہیں۔ اور لکھنؤ میں ایک گروہ ہے جو تولے اور تبرے سے بہت انس رکھتا ہے۔ اور تبرے کے معنی بیزاری کے ہیں۔ لیکن حقیقت نفس الامری سے علیحدہ ہونے کا حق نہیں ہے۔ مرزا غلام احمد کا اسم گرامی ہی ثبوت ہے۔ کہ وہ احمد کے غلام ہیں۔ اور وہ حقیقی معنوں میں غلام تھے۔ ہم نبی تو مانتے ہیں۔ لیکن نبی اور خاتم النبیین کا فرق ظاہر ہے ؎

مقام او مبیں از راہ تحقیر بدورانش رسولاں ناز کردند

حضرت رسول کریم خاتم النبیین سرور دوجہان افضل الناس اکمل البشر ایسے تخت پر بیٹھا ہے۔ کہ اس کی برابری کوئی کر ہی نہیں سکتا۔ (مرزا غلام احمد مسیح موعود ہی فرمایا)

ہست او خیر الرسل خیر الانام ہر نبوت را بر و شد اختتام

معلوم نہیں کہ کس روپہلی اور سنہری مصلحت کے باعث جناب شیخ صاحب نے یہ گندی تہمت قادیانی جماعت پر لگا دی اور سید جالب صاحب نے جو بوجہ قیام لاہور کے ہماری جماعت سے خوب خوب واقف ہیں اسکی تردید بھی نہ کی

خاکسار محمد عمر بی۔ ایم۔ ایس۔ بجنور

مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام

مبلغ اسلام افریقہ کے گھنے اور خوفناک جنگلوں میں

فاریمنا میں جلسہ

علاقہ اشانٹی میں فاریمنا کو احمدیت کا دروازہ کہنا چاہیئے کہ سب سے پہلے وہاں ہی عاجز کے ذریعہ جماعت قائم ہوئی تھی لوگ مخلص ہیں۔ وہاں کے امیر جماعت تبلیغ حق کا خوب شوق رکھتے ہیں۔ اٹھارہ اپریل کو وہاں ایک جلسہ منعقد کیا گیا جس کی غرض اشانٹی اور فینٹی علاقوں کے احمدیوں کا آپس میں تعارف کرانا تھا۔ اشانٹی علاقہ کے احمدی تو وہاں جمع ہو گئے۔ لیکن افسوس کہ فینٹی (Fanti) لوگ کثرت کے ساتھ وہاں نہ پہونچ سکے۔ اس لئے جلسے کی غرض جو میرے مدِ نظر تھی۔ وہ تو پوری نہ ہو سکی۔ لیکن تبلیغ کا خوب موقعہ مل گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

اس جگہ کے لوکل چیف جو ہیں۔ وہ بڑے مالدار ہیں۔ اُن کے علاقہ میں سونے کی کانیں ہیں۔ یوروپین کمپنیاں جو اُن میں سے سونا نکالتی ہیں۔ ان کو ٹھیکہ بھرتی ہیں۔ مذہباً وہ بُت پرست ہیں۔ (اور اس ملک میں جملہ لوکل چیف بت پرست ہی ہیں) عاجز کے ساتھ بہت محبت رکھتے ہیں۔ انھوں نے انتظام جلسہ میں ہماری بہت مدد کی۔ مہمانوں کی خدمت کے لئے ایک گائے کچھ کچی خوراک اور نقدی پیش کی۔ تبلیغی لیکچروں میں شامل ہوتے رہے۔ اور چندہ کی اپیل پر نقد چندہ دیا۔

احمدی احباب فاریمنا نے بھی اپنے اخلاص کا خوب ثبوت دیا۔ اور مہمان نوازی کا حق کامل طور پر ادا کیا۔ چندہ کی اپیل پر چالیس پونڈ کے قریب چندہ جمع کر دیا۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو اپنی برکات سے مالا مال کرے +

اینیا سُو کا سفر

فاریمنا میں چار دن رہ کر ایک دوسری جگہ کے لئے روانہ ہوئے اس جگہ کا نام اینیا سُو ہے۔ یہاں کے دوست بہت عرصے وہاں آنے کے لئے مجھ سے درخواست کر رہے تھے لیکن میں بعض وجوہ سے وہاں نہ جا سکا تھا۔ اب کی دفعہ تو ان کی محبت تمام دیگر وجوہ انکار پر غالب آگئی۔ اور میں نے وہاں جانا منظور کر دیا۔ اہل فاریمنا اور دیگر بعض دوست بھی جو فاریمنا کے جلسہ پر آئے تھے۔ عاجز کے ساتھ سفر میں شریک ہو سکے +

راستہ نہایت دشوار گذار اور بہت دُور۔ پہاڑیوں۔ وادیوں ندی نالوں اور نہایت گھنے جنگلوں میں سے گذرتا ہے سواری کسی قسم کی میسر نہیں۔ پیدل جانا پڑتا ہے۔ لیکن میرے لئے احباب نے ہمک (Hammock) مہیا کر لی تھی۔ یہ ایک قسم کی ڈولی ہوتی ہے جس کے اندر انسان لیٹ جاتا ہے۔ اور چار آدمی اس کو سروں پر اٹھا لیتے ہیں۔ غرض ہم نے رخت سفر فاریمنا سے باندھا۔ اور روانہ ہو پڑے۔ خدا کا یہ فضل رہا کہ موسم خشک تھا۔ بارش کے ایام نہ تھے۔ ورنہ یہ سفر ایسا مشکل ہو جاتا کہ حدبیان سے باہر ہے۔ ۸ بجے صبح سے لیکر چلتے چلتے ۶ بجے شام کو ایک جگہ پہونچ کر قیام کیا۔ اس جگہ ہماری کوئی واقفیت نہ تھی ہم نے چیف سے ملاقات کی۔ اور ان کو بتایا کہ ہم مسافر ہیں۔ آپ کے قصبہ میں رات آگئی ہے۔ آپ کے مہمان بننا چاہتے ہیں۔ چیف اور اُن کے کونسلز محبت سے پیش آئے۔ اور پورے ادب کے ساتھ انھوں نے ہم سے ملاقات کی۔ اور فَاَبَوْا اَنْ یُّضَیِّفُوْھُمَا والا معاملہ نہیں کیا۔ بلکہ اکرمی مثویٰہ کا نظارہ وہاں نظر آیا۔ ہم نے خدا کے فضل سے آرام کے ساتھ میٹھی نیند سو کر رات بسر کی۔ ترو تازگی حاصل کرنے کے بعد نئی منزل طے کرنے کی تیاری کی۔ لیکن روانگی سے قبل اپنے محسن مہمان نوازوں کا شکریہ ادا کیا ان کی روحانی مہمان نوازی کی ڈیوٹی بجا لانا ضروری تھا۔ پس تمام گاؤں کو جمع کر کے لیکچر دیا گیا۔ اور مسلمان بننے کی دعوت دی۔ کہ یہی سب سے بڑا تحفہ تھا۔ جو ہم ان کے شکریہ کے ساتھ پیش کر سکتے تھے۔ اس کے بعد ان سے رخصت لیکر اگلی منزل پر چل پڑے۔ یہ حصہ سفر گذشتہ حصہ سے بھی زیادہ خطرناک اور دشوار گذار تھا۔ بالآخر خدا کے فضل سے سر ہوا۔ اور ہم اپنی منزل مقصود پر پہونچ گئے۔ فالحمد للہ

راستہ میں دو تین بار میری ہمک کی رسی ٹوٹی۔ اور میں حاملان ہمک کے سروں سے گرا لیکن دوسرے جان نثاروں نے جو ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ زمین پر پہونچنے سے پہلے مجھے سنبھال لیا۔ اور اس طرح خدا کے فضل سے کوئی چوٹ نہ آئی۔

احباب اینیا سُو نے شہر سے باہر نکل کر استقبال کیا۔ اور محبت بھرے حلقۂ احباب میں رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا اور رَبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَکًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ پڑھتا ہوا میں داخلِ شہر ہوا۔ میرے ساتھی گو ان راستوں پر چلنے اور ان جنگلوں میں سے گذرنے کے عادی تھے۔ لیکن مسافت کی دوری اور سفر کی تکلیف نے ان کے پاؤں میں چھالے ڈال دئے +

مقامی چیف سے ملاقات کی گئی۔ کھلی ہوا میں لیکچر دیا گیا قریباً سارا گاؤں وہاں موجود تھا۔ یہاں پر ہماری جماعت تھوڑی سی ہے۔ لیکن اخلاص ان کو اللہ تعالےٰ نے بہت دیا ہے۔ چندہ کی اپیل پر یہاں بھی پانچ۔ چھ پونڈ چندہ جمع ہو گیا۔ پھر انھوں نے سفر کے اخراجات بھی ادا کئے۔ اور تین دن تک میری اور میرے تیس کے قریب ساتھیوں کی پرتکلف مہمان نوازی بھی کی۔ مقامی چیف نے بھی اپنی محبت کا ثبوت دیا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء

جمعرات کے دن اس جگہ سے روانہ ہوئے۔ اب ہمیں کماسی جانا تھا۔ ریلوے سٹیشن بارہ گھنٹے کے سفر پر تھا۔ پھر وہی جنگل اور وہی خاردار جھاڑیاں جن میں سے ہم گذر کر آئے تھے۔ اور وہی تنگ درے۔ وہی ہمک ہے۔ جس میں سے میں نیچے گر چکا ہوں کہ اب مجھے پھر اس میں سفر کرنا ہے۔ لیکن میں اس سے ڈرتا نہیں کیونکہ میری افریقہ کی زندگی اسی میں سفر کرتے گذری ہے۔ اور میں اس کا شاہسوار ہوں +

صبح ۶ بجے ہم تمام گاؤں کی طرف سے بسفر رفتنت مبارکباد و باز آئی کے نعروں میں (جو وہ اپنی زبان میں لگاتے تھے) روانہ ہوئے۔ صرف ایک جگہ راستہ میں دوستوں نے آدھ گھنٹہ آرام کیا۔ اور کھانا کھایا۔ باقی وقت چلتے رہے۔ اور ہمت کر کے دوستوں نے ۱۲ گھنٹے کا سفر ۹ گھنٹے میں طے کر لیا۔ اور ہم ریلوے اسٹیشن (Bomfa) پر پہونچ گئے۔

اس اسٹیشن سے میں کئی بار گذر چکا ہوں۔ بلکہ گذشتہ فروری میں بھی یہیں سے گذر کر موضع یمناسی میں مسجد کے افتتاح کے لئے گیا تھا۔ غرض ۱½ بجے ہم ٹرین میں سوار ہو کر ۵ بجے کماسی پہنچے۔

کماسی میں ورود

کماسی کے احمدی احباب اور بعض غیر احمدی دوست بھی جو عاجز سے حسن ظن رکھتے ہیں سٹیشن پر استقبال کے لئے موجود تھے۔ میرے مستقل مہمان نواز میسرز منتھاام اینڈ برادرس سندھی تاجر جن کے کارخانے اس علاقہ میں قریباً ہر بڑے شہر میں موجود ہیں۔ اور جن کے گھر میں ہر جگہ میں نے ہمیشہ بہت آرام پایا ہے۔ اور جن کے لئے میں اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ انھیں اس غربت میں میرے ساتھ ہمدردی کرنے کا اعلےٰ صلہ عطا فرمائے۔ ان کے آدمی بھی موجود تھے۔ میں اُن کے مکان پر پہونچ گیا۔ اور ایسا معلوم ہوا۔ کہ گویا میں گھر پر پہنچ گیا +

اگلے دن جمعہ کو صبح کے وقت جملہ گورنمنٹ افسروں سے ملاقاتیں ہوئیں۔ ڈسٹرکٹ کمشنر۔ پولیس کمشنر اور پراونشل کمشنر صاحبان

سب نہایت عزت سے پیش آئے۔ اور لیکچروں میں انتظام کی ضرورت پڑنے پر ان کو اس امر کی اطلاع دینے یا دیگر کسی قسم کی امداد کی ضرورت پر انھوں نے ہر طرح سے مدد دینے کا وعدہ کیا۔ ہمیں ایک ضرورت کے لئے ٹون کونسل کے پریذیڈنٹ صاحب سے بھی ملنا تھا۔ یہ صاحب سالٹ پانڈ میں ڈسٹرکٹ کمشنر رہ چکے ہیں۔ اور مجھ سے خوب واقف ہیں۔ اب مجھے دیکھکر نہایت خوش ہوئے۔ اور بڑے تپاک سے ملے۔ اور ہماری ضرورت میں ہر ممکن امداد کا وعدہ کیا۔

اس کے بعد غیر احمدی علماء اور دیگر واقفکاروں سے ملاقاتیں ہوئیں (Kumasihene) یعنی سلطان کماسی۔ ماما پریمپے سے بھی ملاقات ہوئی۔ ناظرین الفضل کو میں ان سے کئی بار انٹروڈیوس کرا چکا ہوں۔ یہ صاحب اشانٹی علاقہ کے پرانے بادشاہ ہیں۔ جن کی حکومت نہایت پرشوکت اور جابرانہ رہ چکی ہے۔ وہ بھی حسب دستور مدارات سے پیش آئے۔

مباحثہ

جمعہ کی نماز کے بعد ایک حاجی صاحب سے ملنے گئے۔ جنھوں نے جادو ٹونے بنا کر پیٹ پالنے کی راہ نکال رکھی ہے۔ اور ایک حصۂ مسلمانوں پر ان کا اثر ہے۔ ہم تو محض ایک مسلمان بھائی سمجھکر ان کی زیارت کو گئے تھے۔ لیکن انھوں نے اپنے مکان پر ہم سے مباحثہ کی طرح ڈال دی۔ اور عربی میں کلام کرنے لگے۔ یہ اُن کی چالاکی تھی۔ تا دوسرے لوگ سمجھیں نہیں۔ کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ نیز ان کو شاید میری آزمایش بھی منظور تھی۔ کہ میں کہاں تک عربی جانتا ہوں۔ اور اس دوسرے امر میں اُن کو فتح بھی حاصل ہو سکتی تھی۔ لیکن میں اس مسیح کا غلام ہوں۔ جس کو خدا نے ایک رات میں کئی الفاظ کا مادہ سکھا دیا تھا۔ پس گونگے کو یہاں زبان عطا ہوئی اور بے زبان کو قوتِ گویائی ملی۔ پھر کیا تھا۔ حاجی صاحب کو لینے کے دینے پڑ گئے۔ اور ایسے مبہوت ہوئے۔ کہ قرآن کی آیات ڈھونڈنے سے اُن کو نہ ملیں۔ قرآن کی بجائے تفاسیر کھولیں۔ اور ایک موقعہ پر تو انھوں نے قرآن کو اپنے پاؤں پر رکھ دیا۔ اس بے ادبی کو جب میں نے پبلک کے نوٹس میں لا کر اُن کو اس سے منع کیا۔ تو شرمندہ سے ہو کر عذر کرنا چاہا۔ لیکن لوگوں نے اُن کو بہت شرمندہ کیا۔ آخر وُہ دلائل سے عاجز آ کر گالیوں پر اتر آئے۔ تب میں نے ان کو کہا۔ کہ اب آپ سے گفتگو کا کوئی فائدہ نظر نہیں آتا لیکن آپ کو اگر گفتگو کرنا ہے۔ تو کھلے میدان میں آئیں۔ پبلک کے سامنے مناظرہ کریں۔ حق اور باطل کا فیصلہ ہو جائیگا۔ چنانچہ اس کے بعد ہم وہاں سے اُٹھ آئے۔ اگلے دن شام کو ان کا رُقعہ آگیا۔ کہ اُن کو مباحثہ منظور ہے۔ میں نے اس پر جملہ افسران سے انتظام کے لئے کہکر پولیس کا انتظام کرلیا۔ بعض گورنمنٹ آفشل بھی اس معاملہ میں دلچسپی لینے لگے۔ اور انھوں نے خود موقعہ پر پہنچکر مباحثہ سننے کا اشتیاق ظاہر کیا۔ اور انتظام میں بہت مدد دی۔ چنانچہ ۳۰ اپریل سوموار کے دن قریباً دو ہزار نفوس پر مشتمل خونخوار انسان نما حیوانوں کے مجمع میں ہم حاضر ہو گئے۔ میں نے شہر میں ڈھنڈورہ پٹوا کر اس مباحثہ کا اعلان کرایا تھا۔ چنانچہ بہت سے تعلیم یافتہ عیسائی بھی اس موقعہ پر جمع ہو گئے۔ چرچ آف انگلینڈ کے انچارج یوروپین پادری صاحب بھی موقعہ پر آگئے۔ پولیس کمشنر صاحب بھی پہونچ گئے۔ اور پراونشل کمشنر صاحب معہ چند دیگر یوروپین دوستوں کے وہاں آگئے۔

ان غیر احمدیوں نے میرے خلاف جوش دلانے کے لئے مشہور کر رکھا تھا۔ کہ میں عیسائی ہوں۔ اور مسلمان ہونے کا دعوٰے باطل کر کے حقیقتاً مسلمانوں کو گمراہ کرنا چاہتا ہوں۔ اس لئے میں نے کھڑے ہوتے ہی اول اپنے عقائد بیان کئے۔ اور بتایا کہ میں خدا کے فضل سے مسلمان ہوں۔ اور سے

یک قدم دوری ازاں عالیجناب نزد ما کفر است خسران و تباب

اس کے بعد میں نے وقت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ما محمد الا رسول۔ انی متوفیک اور فلما توفیتنی والی آیات پڑھ کر حضرت مسیح کی وفات کو ثابت کیا۔ اور اپنے مدِ مقابل کو ان کی تردید کے لئے کہا۔

اب یہ حاجی صاحب بجائے میرے دلائل کے جواب دینے کے محض گالیوں پر اتر آئے۔ جس پر پراونشل کمشنر صاحب کو کہنا پڑا۔ کہ حاجی صاحب گالیاں نہ دیں۔ بلکہ دلائل کی تردید کریں۔ پھر حاجی صاحب کے ہاتھ میں کیا تھا۔ جو پیش کرتے۔ میں نے کمشنر صاحب سے کہدیا۔ کہ آپ ان کو کرنے دیں۔ جو کچھ کہ یہ کرتے ہیں۔ پبلک نہایت بے دل ہونے لگ گئی۔ یوروپینز نے اٹھ کر جانا شروع کر دیا۔ گالیوں کو چھوڑ کر حاجی صاحب کی پون گھنٹہ کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ قرآن میں بل رفعہ اللہ الیہ آیا ہے۔ اور ان من اھل الکتاب والی آیت آئی ہے۔ گو اس آیت سے جو استدلال انھوں نے کیا۔ مجھے اس کی قطعاً سمجھ نہیں آئی۔ اور میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ حاجی صاحب خود بھی نہیں سمجھے کہ وُہ کیا کہہ رہے تھے۔ پھر انھوں نے یہ بھی کہا۔ کہ حضرت مسیح کے متعلق آیا ہے۔ کہ وہ مہد اور کہل میں باتیں کریں گے اور کہل چونکہ چالیس کے بعد کی عمر کو کہتے ہیں۔ لیکن عیسٰے علیہ السلام ۳۳ برس کی عمر میں اٹھائے گئے تھے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ وُہ دوبارہ نازل ہوں۔ تا کہ ان کا کہل میں بات کرنا صحیح ہو۔ اس پر میں نے کہا۔ کہ اگر قرآن میں رفعہ اللہ حیًا الی السماء آیا ہو۔ تو حاجی صاحب کی بات پر غور کیا جا سکتا ہے۔ لیکن رفعہ اللہ الیہ سے ان کا مدعا ثابت نہیں ہو سکتا۔ اور کہل والی دلیل سے کیا ہم پھر یہ سمجھیں۔ کہ باوجود دو ہزار برس تک آسمان پر رہ چکنے کے مسیح علیہ السلام جب نازل ہونگے۔ تو پھر وہ ۳۳ برس ہی کے ہونگے اور ان دو ہزار سالوں کا اثر ان پر کچھ بھی ہوا نہ ہوگا۔ اس پر لوگ بہت ہنسے۔ اور حاجی صاحب پر نعرے کسے۔

چونکہ بہت اندھیرا ہو گیا تھا۔ اور لوگ دیکھ چکے تھے۔ کہ حاجی صاحب دلائل کے ساتھ بات کرنا جانتے ہی نہیں۔ لہذا لوگوں نے واپس جانا شروع کر دیا۔ اور افسران نے بھی مجھے کہا کہ فتح تو تمہاری ہو چکی ہے۔ اب اس غریب حاجی کو جانے دو۔ چنانچہ مباحثہ بند کر دیا گیا۔ اور لوگ ہماری نسبت اچھا ظن لیکر گئے۔ چنانچہ اس کے بعد میں کماسی میں ایک ہفتہ تک رہا۔ تو گورنمنٹ افسر بھی اور پبلک بھی ہمارے دلائل کی مضبوطی اور حاجی صاحب کی شکست کا ذکر کرتی رہی۔ اور یہ ہمارے مقصد کو لوگوں نے اس طرح حفظ کر لیا۔ کہ جدھر سے میرا گذر ہوتا۔ لوگ مجھے دیکھکر کہنا شروع کر دیتے۔ کہ اب مسیح واپس نہیں آئیگا۔

دوبارہ آمد

ایک خاص کام جس کے لئے میں کماسی گیا تھا۔ چونکہ وُہ نہیں ہو سکا تھا۔ اس لئے مجھے ۸ مئی کو پھر کماسی جانا پڑا۔ اور اس دفعہ خدا نے سلطان کماسی پریمپے صاحب کے مکان پر لیکچر دینے کی توفیق دی۔ جہاں پر ان کے ماتحت چیف ایک بڑی تعداد میں جمع تھے۔ اور سینکڑوں باشندگان کماسی بھی حاضر تھے۔ خدا کے فضل سے اس لیکچر کا اثر بہت ہی اچھا ہوا حتے کہ ماتحت چیفس میں سے ایک چیف نے اپنے گاؤں میں جا کر لیکچر دینے کی ہمیں خاص دعوت دی۔ چنانچہ ان کے گاؤں میں پہونچکر لیکچر دیا گیا۔ چیف صاحب بہت خوش ہوئے۔ بلکہ مشکور

واپسی

۱۵ مئی کو میں واپس سالٹ پانڈ پہونچا۔ یہاں پہونچتے ہی بیمار ہو گیا۔ تین دن تک بستر پر پڑا رہا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے صحت عطا کر دی۔ ۲۴ مئی کو ایمپائر ڈے Empire day کے موقعہ جملہ سکولوں کے بچوں کو گورنمنٹ ہوس کے سامنے لیجایا جاتا ہے۔ جہاں وُہ یونین جیک Union Jack کو سلام کرتے ہیں۔ اُن کو گورنمنٹ برطانیہ کی عظمت بتا کر اس کے ساتھ وفاداری کا سبق دیا جاتا ہے۔ اور چونکہ بچوں کیلئے یہ دن کھیل کا دن سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے ایسے مواقعہ پر ہر سکول کے بچے کچھ نہ کچھ ڈراما کیا کرتے ہیں۔ ہمارے سکول کے بچوں نے بھی کچھ ڈرامے کئے۔ خدا کے فضل سے بہت کامیابی کے ساتھ ہر ایک نے اپنا حصہ ادا کیا۔ پبلک بہت خوش ہوئی۔ بہت سے یوروپین موجود تھے جن پر سکول کی ترقی کا خاص اثر ہوا۔ فالحمد للہ

۱۷۔ نومبائعین

گذشتہ سفروں میں جملہ نومبائعین کی تعداد ۱۷ تھی۔ خدا کا خاص فضل ہوا کہ اس قدر کامیابی ہمیں عطا ہوئی۔ ان مبائعین میں سے چار کس گورنمنٹ کے ملازم ہیں۔ جو تعلیم یافتہ ہیں۔ اور ان میں دو صاحب ایسے علاقہ کے ہیں۔ جہاں احمدیت ابھی تک نہیں پہونچی۔

خاکسار فضل الرحمٰن حکیم از سالٹ پانڈ

فہرست نومبایعین

بقیہ ماہ جون ۱۹۲۸ء

۶۵۶ - صحت بنت بچوسٹ }
۶۵۷ - عظیمہ " " } علاقہ سندھ
۶۵۸ - زینب " " }
۶۵۹ - کوڑی زوجہ دھتی بخش گوٹھ
۶۶۰ - بی بی زوجہ پیر بخش صاحب
۶۶۱ - حلیمہ اہلیہ نبی بخش صاحب
۶۶۲ - چھٹی بنت " " "
۶۶۳ - غلام قادر صاحب پسر نبی بخش "
۶۶۴ - محمد رمضان ولد محمد لائق گوٹھ
۶۶۵ - نصیبہ اہلیہ محمد رمضان صاحب
۶۶۶ - عبد اللہ ولد رمضان صاحب
۶۶۷ - محراب خاں صاحب نصیر آباد
۶۶۸ - اہلیہ صاحبہ محراب خاں "
۶۶۹ - محمد اسمٰعیل صاحب ولد " "
۶۷۰ - قادر بخش صاحب ولد جمال گوٹھ
۶۷۱ - اہلیہ صاحبہ مولوی فیض الکریم صاحب
۶۷۲ - مسٹر عبد الحق صاحب " "
۶۷۳ - عبد السمیع " " "
۶۷۴ - فیض اللہ صاحب " " "
۶۷۵ - میمونہ صاحبہ بنت " " "
۶۷۶ - مریم صاحبہ " " "
۶۷۷ - مرزا قدرت بیگ صاحب ضلع ہزارہ
۶۷۸ - نور خاں صاحب نمبردار ضلع جہلم
۶۷۹ - اللہ رکھی صاحبہ دختر ... صاحب ضلع گورداسپور
۶۸۰ - فیض احمد صاحب لاہور
۶۸۱ - بابو کریم الدین صاحب ضلع فیروز پور
۶۸۲ - اللہ رکھا صاحب " پشاور
۶۸۳ - فاطمہ بی بی صاحبہ زوجہ احمد دین
۶۸۴ - عائشہ صدیقہ دختر " ضلع لاہور
۶۸۵ - ناصر خاں صاحب ضلع پشاور
۶۸۶ - چوہدری خوشی محمد صاحب نمبردار ...

ضلع گجرات

۶۸۷ - عبد الغنی صاحب پٹواری ضلع گورداسپور
۶۸۸ - محمد حسین صاحب گجرات پنجاب
۶۸۹ - محمد حسین صاحب گورداسپور
۶۹۰ - سید فضل علی شاہ صاحب لدھیانہ
۶۹۱ - امام الدین صاحب ضلع جالندھر
۶۹۲ - غلام محمد صاحب " "
۶۹۳ - غلام نبی صاحب " "
۶۹۴ - محمد شریف صاحب " "
۶۹۵ - دغامی صاحب " "
۶۹۶ علی محمد صاحب " "
۶۹۷ - عبد اللہ صاحب " "
۶۹۸ - شریف حسین صاحب " "
۶۹۹ - نجیر الدین صاحب " "
۷۰۰ - مریم بی بی صاحبہ بنت شیخ میر محمد صاحب نوشہرہ ککے زئیاں ضلع سیالکوٹ
۷۰۱ - محمد اسمٰعیل خاں صاحب لاہور
۷۰۲ - بہادر صاحب کشمیری سکھا نند کپور تھلہ
۷۰۳ راج بی بی صاحبہ " "
۷۰۴ - سید محمد رشید شاہ صاحب ولد سید علی اکبر شاہ صاحب ہنڈیوال ضلع شاہ پور
۷۰۵ - رسول فاطمہ بنت " "
۷۰۶ - غلام فاطمہ صاحبہ بنت " "
۷۰۷ - نور بیگم صاحبہ " "
۷۰۸ - مقبول بی بی صاحبہ اہلیہ سید علی اصغر
۷۰۹ - نظیر حسین صاحب ولد " "
۷۱۰ - محمد افضل صاحب ضلع جہلم
۷۱۱ - میاں عبد العزیز صاحب ضلع گجرات
۷۱۲ - حسن محمد صاحب ضلع گجرات
۷۱۳ تعداد بیعت کنندگان افریقہ معرفت حکیم فضل الرحمٰن صاحب مبلغ

کل میزان ۷۵۹ سات سو انسٹھ

۷۶۰ K. Mohammad Ali Sahib Kelobalebi Cochin State

۷۶۱ - مستری تاج دین صاحب قادیان
۷۶۲ - غلام حسن صاحب معرفت قاضی محمد یوسف صاحب نتھیا گلی ضلع ہزارہ
۷۶۳ - محمد عبد اللہ صاحب احمدی کمپونڈر ضلع شیخوپورہ
۷۶۴ - فیروز الدین صاحب بوٹ مرچنٹ کوئٹہ
۷۶۵ - میاں ظہور احمد صاحب کلرک لاہور
۷۶۶ ام خاتون بنت شیخ محمد جان صاحب پانی پتی - ڈیرہ دولی
۷۶۷ - اہلیہ غلام عباس صاحب چکوال
۷۶۸ - شیخ میاں خان صاحب ولد احمد دین صاحب بہاؤ الدین
۷۶۹ - خدا بخش صاحب (عیسائی نام نکھو)
۷۷۰ فاطمہ زوجہ خدا بخش " " نکو
۷۷۱ - عائشہ بنت " " " رحمتے
۷۷۲ - محمد الدین صاحب ولد " " فضل
۷۷۳ - احمد دین صاحب " " نکھو
۷۷۴ - چوہدری اللہ رکھا صاحب ضلع لائلپور
۷۷۵ - م - ع - ح دلیش ولد مسٹر حمیدہ ...
۷۷۶ میاں محمد رمضان صاحب ولد محمد بخش صاحب ضلع گورداسپور
۷۷۷ - غلام رسول صاحب نیروبی (افریقہ)
۷۷۸ دین محمد صاحب ضلع نوابشاہ سندھ
۷۷۹ عنایت اللہ صاحب ننگل والیہ ضلع سیالکوٹ
۷۸۰ - چوہدری جلال الدین صاحب ولد پیر بخش صاحب ننگل والیہ ضلع سیالکوٹ
۷۸۱ - حاکم بی بی صاحبہ بنت راجہ حسن علی صاحب ننگل والیہ ضلع سیالکوٹ
۷۸۲ ہاجرہ بی بی بنت " " " "

ماہ جولائی ۱۹۲۸ء

۷۸۳ نذیر احمد صاحب پسر " " " "
۷۸۴ - بشیر احمد صاحب " " "
۷۸۵ - خیر الدین صاحب ولد پیر بخش صاحب ساکن ننگل والیہ ضلع سیالکوٹ
۷۸۶ - پورن بی بی صاحبہ بنت سردار محمد صاحب ساکن ننگل والیہ ضلع سیالکوٹ
۷۸۷ محمد دین صاحب پسر جمال دین صاحب ساکن ڈگھری گھنان ضلع سیالکوٹ
۷۸۸ محمد بی بی بنت " " " "
۷۸۹ - مہر الدین صاحب ولد نظام دین صاحب ڈگھری گھنان ضلع سیالکوٹ
۷۹۰ - عبد الکریم صاحب ولد جمال دین صاحب ڈگھری گھنان ضلع سیالکوٹ
۷۹۱ - اللہ رکھا صاحب ولد جمال دین صاحب ڈگھری گھنان ضلع سیالکوٹ
۷۹۲ - خلیل احمد صاحب ولد ابراہیم صاحب ڈگھری گھنان ضلع سیالکوٹ
۷۹۳ - ہاجرہ بی بی صاحبہ بنت محمد دین صاحب کما لا ضلع سیالکوٹ
۷۹۴ - مریم بی بی " " "
۷۹۵ - شریف محمد ولد امام دین صاحب ڈگھری گھنان سیالکوٹ
۷۹۶ - محمد دین صاحب ولد نظام دین صاحب ننگل اندھڑ - سیالکوٹ
۷۹۷ - نعمت اللہ صاحب ولد مہر دین صاحب ننگل اندھڑ سیالکوٹ
۷۹۸ - امام الدین صاحب ولد الٰہی قوم گوراہ ننگل اندھڑ سیالکوٹ
۷۹۹ - اللہ دتا صاحب ولد مہر دین صاحب ننگل اندھڑ سیالکوٹ
۸۰۰ - نور احمد صاحب ولد قطب الدین صاحب باٹھانوالہ سیالکوٹ
۸۰۱ - چراغ بی بی صاحبہ بنت " "
۸۰۲ - تاج بی بی صاحبہ بنت حکم الدین
۸۰۳ صاحب باٹھانوالہ سیالکوٹ
۸۰۴ - غلام قادر صاحب ولد خیر الدین صاحب باٹھانوالہ سیالکوٹ
۸۰۵ - خیر الدین صاحب "
۸۰۶ - ہتاب دین صاحب چانگریاں "
۸۰۷ - رفیع احمد صاحب سانگا "
۸۰۸ - عبد الکریم صاحب " "
۸۰۹ - محمد علی صاحب بھاگ کیلے ضلع لائلپور

اعلان

۲۷ جولائی کے الفضل میں جو میں نے ایک اسامی کے لئے اعلان کیا تھا - اس کے جواب میں بہت سی درخواستیں موصول ہوئی ہیں - اب مزید درخواستوں کی ضرورت نہیں - چونکہ صرف ایک آدمی کی ضرورت ہے - اس لئے انتخاب کر کے جس کو رکھنا ہوگا - صرف اسے اطلاع دی جائیگی - باقی درخواستوں کو دفتر امور عامہ میں بھیجدیا جائیگا - کہ وہ ان کے لئے ملازمت تلاش کریں -

ذوالفقار علی خاں ناظر اعلیٰ

اطلاع

چونکہ اب برٹش ایسٹ افریقہ میں ملازمتیں نہیں ملتیں - اس لئے تعلیم یافتہ اور دوسرے پیشہ ور احباب کو اس ملک میں نہیں آنا چاہیئے - جو لوگ آتے ہیں - وہ سخت پریشان ہوتے ہیں -

عبد الحکیم خان سیکرٹری جماعت احمدیہ نیروبی

سوائے عالم کتاب "رنگیلا رسول" کا مسکت اور تسکین بخش اصولی جواب

دنیا کا محسن

کے نام سے چھپ رہا ہے

جس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے دلائل اور واقعات کی رو سے ثابت کر دیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ) شہوت پرست اور عیاش کہنا قطعی غلط اور بے بنیاد ہے۔

ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ

اس موضوع پر ایسی لطیف، پُرزور اور مدلل بحث کسی نے نہیں کی

عاشقانِ رسول

کو چاہیئے کہ اس پاکیزہ اور بے نظیر کتاب کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں منگوا کر کثرت کیساتھ اپنوں اور بیگانوں تک پہنچائیں۔ اور عند اللہ ماجور ہوں تاجروں کو اور مفت تقسیم کرنیوالوں کو قریباً لاگت پر ہی دیجائیگی۔ یعنی جو سو یا سو سے زیادہ تعداد میں منگائینگے۔ انہیں چودہ ۱۴ روپیہ سینکڑہ کے حساب سے ملیگی۔ اور تھوڑی تعداد میں منگانے والوں کو ایک روپیہ کی پانچ عدد اور فی نسخہ ہر۔ فرمائشیں دھڑا دھڑ آ رہی ہیں جنہوں نے ابھی اس ضروری امر کی طرف توجہ نہیں کی۔ وہ جلد سے جلد اپنی فرمائشیں مندرجہ ذیل پتہ پر بھیجدیں۔ تاکہ چھپتے ہی انہیں مطلوبہ تعداد بھیجدی جائے۔ اور انہیں دوسرے ایڈیشن کا انتظار نہ کرنا پڑے۔

منیجر بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان

ضروری اطلاع

حضرت مسیح موعود علیہ السلام
حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ
حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ
اور
دیگر علمائے سلسلہ احمدیہ
کی وہ
تمام تصانیف
جو اسلام کی صداقت
احمدیت کی تائید
اور
مخالفین کے جواب
میں آجتک شائع ہوئیں
وہ عند الضرورت
بکڈپو تالیف و اشاعت
قادیان
سے منگوائیے

زیادہ تعداد میں خریدنے والوں کو خاص رعایت بھی کی جاتی ہے۔

نو ایجاد مشین سیویاں

واضح ہو کہ یہ کارخانہ مبایعین خلافت ثانی احمدیوں کا ہے

(۱) مشین پیتل معہ چھلنی ۲ عدد سوراخ ۱، ۲ - قیمت ۱۲

(۲) مشین لوہا معہ ۲ عدد چھلنی و چابی - قیمت ۱۲

(۳) " " " " - قیمت ۶

نور الدین جدید کارخانہ نو ایجاد مشین سیویاں قادیان محلہ دار العلوم

تبلیغ کے لئے وسیع میدان

ایسے ملک میں جہاں پتھر، شجر، حجر، بقر خدا مانے جاتے ہیں۔ وہاں سات سمندر پار سے عیسائی آکر ایک ناتوان انسان کو خدا منواتے ہیں ان کو دیکھ کر گو موتر اور گوبر سے شدھی کرنے والوں کو بھی حوصلہ ہو گیا مگر آہ بولتے ہمکلام ہونے رب العالمین اور حیات النبی خاتم المرسلین کے نام کی تبلیغ کرنیوالے غافل ہیں۔ اگر آپکو تبلیغ کرنی مشکل معلوم ہوتی ہے۔ تو قیامت کے روز خدا کو کیا جواب دو گے۔ دوستو اس نادر موقعہ سے فائدہ اٹھانے کے لئے ہم سے مفت لٹریچر منگا کر تقسیم کرو۔ جو تبلیغ کا بہترین ذریعہ ہے۔

المشتہر: منیجر اخبار دعوت اسلام چاندنی چوک دہلی

نقشہ اجرت اشتہار

تعداد	پورا صفحہ	نصف صفحہ	کالم	نصف کالم	تہائی کالم	چوتھائی کالم	۱/۸ کالم
۴۸ بار	۳۰۰ روپے	۱۶۰ روپے	۱۰۸ روپے	۶۰ روپے	۴۰ روپے	۳۲ روپے	۲۸ روپے
۲۴ بار	۱۶۰ روپے	۸۸ روپے	۶۰ روپے	۳۲ روپے	۲۴ روپے	۲۰ روپے	۱۶ روپے
۱۲ بار	۹۰ روپے	۵۰ روپے	۳۴ روپے	۱۸ روپے	۱۵ روپے	۱۲ روپے	۹ روپے
۴ بار	۳۲ روپے	۲۰ روپے	۱۳ روپے	۷½ روپے	۶ روپے	۴½ روپے	۳½ روپے

ہندوستان کی خبریں

—— بمبئی ۱۲ اگست۔ سر جان سائمن نے بمبئی کونسل کی تعاونی کمیٹی کے نام خیر مقدم کا ایک پیغام ارسال کیا ہے۔ جس میں سر موصوف نے لکھا ہے۔ کہ کمیشن ۱۲۔ اکتوبر کو پونہ پہونچ جائیگا۔ اور اپنا وقت ان شہادتوں پر غور کرنے میں صرف کرے گا جو خاص طور سے احاطہ بمبئی کے متعلق ہونگی۔ کمیشن اور کمیٹی کے مشترکہ غور وخوض کے لئے جس تحریری مواد کی ضرورت ہے۔ اس کو عنقریب بھیجدیا جائیگا۔

—— تری ونڈرم ۱۳ اگست۔ اطلاع ملی ہے۔ کہ الیپی کے قریب سمندر ایک میل پیچھے ہٹ گیا ہے۔ کشتیاں اور ڈونگے جو ساحل کے قریب تھیں خشکی پر چڑھی ہوئی رہ گئی ہیں۔ بحری سانپ اور مچھلیاں اس جگہ ریت میں مردہ پائی گئیں۔ جہاں سے سمندر پیچھے ہٹ گیا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اس کی وجہ وہ زلزلہ ہے۔ جو ولندیزی جزائر میں محسوس ہوا ہے۔ اسی انداز میں سمندر پیچھے ہٹ جانے کا وقوعہ آج سے کچھ عرصہ پہلے ٹراونکور میں بھی ہوا تھا۔ جبکہ جزائر کراکاٹوا میں آتش فشاں پہاڑ پھٹ گیا تھا۔

—— مدراس ۱۱ اگست۔ آج ایک انوکھی شادی رجسٹرار شادی کے پاس رجسٹر ہوئی۔ مسٹر عبدالکریم افسر محکمہ جنگلات نے جانکی سے شادی کی۔ جانکی ایک براہمن لڑکی ہے۔ یہ پہلا موقعہ ہے کہ ایک براہمن لڑکی کی ایک مسلمان سے شادی ہوئی۔ گواہان میں ایک مسٹر رنگاناتھ سابق وزیر بھی تھے۔

—— لاہور ۱۱۔ اگست۔ پنجاب ہندو سبھا کی ورکنگ کمیٹی نے ایک رزولیوشن پاس کر کے ہندو سوسائٹی میں طلاق مروج کرنے کی مخالفت کی ہے۔

—— چہ سند صواں سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ وہاں پر ایک قصائی کی عورت نے ایک ہی دفعہ چار بچے جنے ہیں جن میں سے تین لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے وضع حمل کی پوری مدت ختم ہونے پر پیدا ہوئے ہیں۔ اور بالکل تندرست ہیں۔

—— شملہ ۱۴۔ اگست۔ حکومت پنجاب کو سرکاری طور پر اطلاع ملی ہے۔ کہ کوہستان ریخ کے پھٹ جانے کے متعلق جو رپورٹ موصول ہوئی تھی۔ وہ بے بنیاد تھی حقیقت یہ ہے۔ کہ بیہ کے وزیر صاحب کو پاس کی پہاڑیوں میں آگ روشن نظر آئی۔ جسے انہوں نے خطرے کا اعلان سمجھا۔ اور عوام کو بذریعہ تار متنبہ کر دیا۔

—— ماہ جون ۱۹۲۸ء میں ہندوستان میں تجارت کے متعلق ۲۷ عظیم الشان ہڑتالیں ہوئیں۔ جو ہڑتالیں بمبئی میں ہوئی تھیں۔ ان میں ایک کے موقعہ پر تمام شہر بند رہا ہے۔ ان ہڑتالوں کا روئی ریشم اور کپڑے دھونے کی ملوں پر خاص اثر پڑا تھا۔ جن لوگوں نے ان ہڑتالوں میں حصہ لیا۔ ان کی تعداد ۱۵۶ ۱۶۶ تھی۔

کلکتہ ۵ اگست۔ آج بعد دوپہر ایمہرسٹ سٹریٹ میں ایک سنسنی خیز واقعہ ڈکیتی ظہور میں آیا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ بنگا باشی کالج کا چپڑاسی بنک سے ۹۵ سو روپیہ لے کر آ رہا تھا کہ راستہ میں مسلح ڈاکوؤں نے جو ٹیکسی میں سوار تھے۔ اسے زخمی کر کے روپیہ چھین لیا۔ اور بھاگ گئے۔

—— مری ۱۵ اگست۔ ایک مسلمان زمیندار کو جو گھوڑ دوڑ دیکھنے گیا تھا۔ ایک گورے نے گولی سے ہلاک کر دیا تھا۔ اس گورے کے خلاف ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ راولپنڈی کی عدالت میں مقدمہ چل رہا تھا جس کا فیصلہ اب سنایا گیا ہے۔ اس گورے کو صرف ½۱ سال قید سخت کی سزا ملی ہے۔ یہ گورا اس فیصلہ کے خلاف اپیل کرے گا۔

—— لاہور ۱۵ اگست۔ آنریبل مسٹر ایف ڈبلیو کینوے سر جیفری ڈی مونٹ مورنسی کے مستقل ہو جانے کی صورت میں پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر مقرر کئے گئے ہیں۔

—— شملہ ۱۴ اگست۔ سائمن کمیشن کی تعلیمی کمیٹی کا اجلاس ۱۶ ستمبر کو کلکتہ میں منعقد ہوگا۔ جس کے بعد کمیٹی کے ارکان رنگون روانہ ہوں گے۔ اور یکم اکتوبر کو مدراس پہونچیں گے۔ جس کے بعد ارکان کا پروگرام حسب ذیل ہے:۔
پونہ ۹۔ اکتوبر۔ بمبئی ۱۳۔ اکتوبر۔ لاہور ۱۹۔ اکتوبر۔ لکھنو ۲۸ اکتوبر کانپور ۳۰۔ اکتوبر۔ ارکان نومبر کے مہینے میں پٹنہ۔ کلکتہ۔ ڈھاکہ کا دورہ کریں گے۔ دورہ پنجاب کے دوران میں کمیٹی کے ارکان غالباً لائلپور اور موگا جائیں گے۔

—— شملہ ۱۲ اگست۔ آنریبل سردار شو دیو سنگھ اوبرائے نے کونسل آف سٹیٹ میں یہ تجویز پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ کہ جس وقت اسمبلی میں سائمن کمیشن کے تعاون کے لئے کمیٹی منتخب ہو۔ اس وقت اس کمیٹی میں تین ممبران کونسل آف سٹیٹ سے بھی لئے جائیں۔ جن میں سے ایک سکھ ضرور ہو۔

—— دہلی ۱۵ اگست۔ دریائے جمنا کے کنارے پر خوفناک آتشزدگی نے تباہی کا عالم پیدا کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جمنا کے کنارے پر جو جھونپڑیاں ہیں۔ ان کو آگ لگ گئی۔ جس سے ۴۰۔ جھونپڑیاں آگ کی نذر ہو گئیں۔ نقصان کا اندازہ دس ہزار روپیہ لگایا جاتا ہے۔

—— لاہور ۱۷ اگست۔ ایک سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ پچھلے دنوں بعض اخبارات میں جو یہ خبر شائع ہوئی تھی۔ کہ حکومت پنجاب نے تمام محکموں کے افسروں کے نام احکام جاری کئے ہیں۔ کہ تمام انٹرنس پاس عارضی ملازمین برطرف کر دئے جائیں۔ یہ قطعاً غلط اور بے بنیاد ہے۔ اس قسم کا کوئی حکم جاری نہیں کیا گیا۔

ممالک غیر کی خبریں

—— "الجامعۃ العربیۃ" رقمطراز ہے۔ کہ فلسطین کے ہائی کمشنر لارڈ پلومر کی جگہ پر اس مرتبہ کسی برطانوی مسلمان کو مقرر کرنا چاہئے اخبار نے اس عہدے کے لئے لارڈ ہیڈلے کا نام بھی تجویز کیا ہے۔

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ ایرانی محکمہ تعلیمات سات فرانسیسی ماہرین تعلیم کو ملازم رکھے گا۔ اور سال رواں کے دوران میں تقریباً ایک سو طلبہ کو یورپ بھیجا جائے گا۔ حکومت اس سلسلہ میں اپنی انتہائی کوشش سے کام لے رہی ہے۔ کہ اپنے نظام تعلیم کو جدید ترین اصول کے مطابق بنا لے۔ اور موجودہ معیار تعلیم پر لے آئے۔

—— ڈیلی ہیرلڈ رقمطراز ہے۔ کہ احمد زوغو رئیس جمہوریہ البانیہ عنقریب لقب شاہی اختیار کریں گے۔ برطانیہ اور اطالیہ نے انہیں بادشاہ تسلیم کر لینا منظور کر لیا ہے۔

—— برلن ۱۰ اگست۔ اعلان کیا گیا ہے۔ کہ افغانستان گورنمنٹ کی طرف سے برلن (جرمنی) کے کارخانہ لینز اینڈ کمپنی کو افغانستان کے اندر ریلوے کی ساخت اور چلانے کی اجازت دے دی گئی ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں پانچ ایک جرمن انجنیر افغانستان روانہ ہونے والے ہیں۔

—— لنڈن ۱۱ اگست۔ مزدوروں کی وزارت نے اعلان کیا ہے۔ کہ کنیڈا کی حکومت نے۔ اس اسکیم کو منظور کر لیا ہے۔ جس کے ذریعہ برطانیہ سے دس ہزار آدمی کنیڈا میں فصلوں میں کام کرنے کے لئے جائیں گے ساڑھے چار ہزار اس تجویز کے مطابق کنیڈا میں جا چکے ہیں۔

—— لنڈن ۱۲ اگست۔ کل صبح محلہ کنگسٹن میں ایسی زبردست آگ لگی۔ کہ ایک شراب خانہ۔ ایک مکان اور دریائے ٹیمز کے آٹھ عدد بجرے اور ہزارہا ٹن چوب عمارتی جل کر خاک ہو گئے۔

—— پرتھ ۱۲ اگست۔ رپوٹر کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ ساؤتھرن کراس یہاں بخیریت پہونچ گیا۔ اس طیارے نے میلبورن سے چلکر یہاں تک ایک ہزار ۹ سو پچاس میل کا سفر تیس گھنٹے ۴۴ منٹ میں طے کیا۔ اور لطف یہ کہ راستہ میں کہیں نہیں ٹھیرا۔ اور نہ کوئی حادثہ پیش آیا۔

—— مسٹر فینر براکوے لیبر ممبر پارلیمنٹ کلکتہ کانگرس میں شریک ہونے کے لئے ہندوستان آ رہے ہیں۔

(عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان سے چھپوا کر قادیان سے مالکان کے لئے شائع کیا)

چندہ خاص ۱۹۲۸ء اور زمیندار جماعتیں!

راجوری:۔ جماعت راجوری تحصیل ریاسی ریاست جموں کی جماعت ایک غریب جماعت ہے۔ لیکن اس جماعت کا فارم چندہ خاص جو موصول ہوا ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ ہر ایک احمدی سے چندہ خاص کا وعدہ باقاعدہ اور باشرح پچیس فیصدی کے حساب سے لیا گیا ہے۔ بیت المال اس جماعت کے غریب احباب کے اس لبیک پر جو انہوں نے اپنے امام کے حکم پر کہا ہے شکریہ ادا کرتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ان تمام احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

اس غریب زمیندار جماعت کی یہ قربانی بہت سی بڑی بڑی زمیندار جماعتوں کے لئے ایک قابل تقلید نمونہ ہے۔ جو مرکز سے اس قدر فاصلہ پر ہونے کے باوجود اس خاص قربانی کے ساتھ آگے بڑھی ہے۔ اللہ تعالےٰ ان سب دوستوں کو خاص اجر عطا فرمائے۔ آمین

کریام ضلع جالندھر:۔ جماعت کریام کے فارم چندہ خاص میں ایک خصوصیت یہ ہے۔ کہ مکرمی حاجی غلام احمد صاحب میر جماعت نے اپنی جماعت کے تمام احباب سے وعدہ چندہ خاص ایک سیر فی من کے حساب سے لیا ہے۔

کہیڑ ضلع گجرات:۔ کہیڑ ضلع گجرات کی جماعت نے بھی چندہ خاص باشرح لکھوایا ہے۔ لیکن یہ فارم اپنے اندر یہ خصوصیت رکھتا ہے۔ کہ ایک صاحب سید مقبول شاہ صاحب مرحوم و مغفور کے گھر والے سید صاحب کی وفات کے بعد ان کی طرف سے ہر ایک چندہ میں باقاعدہ حصہ لے رہے ہیں۔ چنانچہ اس سال بھی چندہ خاص بھیجنے کا وعدہ کیا ہے۔ سید نزل شاہ صاحب نے لکھا ہے کہ چندہ خاص ہم یکمشت بھیجدیں گے۔ جزاہم اللہ احسن الجزا

جماعت درگانوالی کا فارم بھی باشرح ہے۔ اس میں بابو عبدالکریم صاحب کا وعدہ تینتیس فی صدی کے حساب سے ہے۔

ریاست پٹیالہ:۔ جماعت خان پور ریاست پٹیالہ کے سیکرٹری محمد اسمٰعیل صاحب نے تمام احباب سے چندہ خاص کے وعدے نہ صرف باشرح لئے ہیں۔ بلکہ وعدوں کے ساتھ ہی تمام احباب سے رقم بھی وصول کی ہے۔ چنانچہ ذیل میں یکمشت نقد رقم ادا کرنے والوں کے نام دئے جاتے ہیں۔ یہ جماعت اپنا "چندہ عام" بابت فصل ربیع باقاعدہ تقریباً تمام ارسال کر چکی ہے۔ اللہ بخش ۱۰؎ محمد بخش۔ اللہ بخش ۱۲؎ رحمت اللہ۔ کریم بخش قادر بخش۔ رانجھا ۱۰؎ گجو۔ رانجھا ۱۲؎ فتح الدین حسین بخش اللہ بخش ۱۲؎ رحیم بخش۔ جیوا۔ منشی محمد اسمٰعیل ایکل۔ جمعہ بخش صاحبان

جزاہم اللہ احسن الجزا

سعد اللہ پورہ:۔ جماعت سعد اللہ پور ضلع گجرات سے فارم چندہ خاص جو آیا ہے۔ علاوہ باشرح ہونے کے اس میں خصوصیت یہ ہے کہ اس میں مستورات نے بھی چندہ خاص میں حصہ لیا ہے:۔

چانگریاں:۔ جماعت چانگریاں ضلع سیالکوٹ کے فارم کو پُر کرتے ہوئے تفصیلی حالات بتائے گئے ہیں۔ اور فارم مکمل کرنے میں محنت سے کام لیا گیا ہے۔

عبدالمغنی ناظر بیت المال ۱۶/۸/۲۸

نظارت دعوۃ و تبلیغ کے اعلان

مبلغ سندھ کا تبادلہ

اپریل ۱۹۲۳ء میں امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنی ایک رویائے صالحہ کی بنا پر مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری کو علاقہ سندھ میں انسداد ارتداد اور تبلیغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے بھیجا تھا۔ اس ساڑھے پانچ سال کے عرصہ میں مولوی صاحب موصوف نے کیا کام کیا۔ اور کس منصفانہ روح کے ساتھ کیا۔ اس کا تذکرہ انشاء اللہ کسی دوسرے وقت پر ہوگا۔ سردست میں جماعتہائے احمدیہ علاقہ سندھ کی اطلاع کے لئے یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ مولوی صاحب کی صحت گذشتہ دو سال سے بہت خراب چلی آرہی ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ علاقہ سندھ کی آب و ہوا اب ان کے موافق نہیں۔ چنانچہ اپریل ۱۹۲۷ء سے ۱۵ر جون ۱۹۲۸ء تک ان کی علالت طبع کے متعلق مجھے ۱۳ رپورٹیں پہونچی تھیں۔ اس سے مجھے خیال پیدا ہوا۔ کہ ان کو اس علاقہ سے تبدیل کر کے پنجاب میں واپس بلانا چاہیئے۔ چنانچہ بغیر ان کی تحریک کے میں نے حضرت اقدس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور ان کی تبدیلی اور ان کا قائم مقام بھیجنے کے متعلق رپورٹ کی۔ حضور نے ان کی تبدیلی اور رہبری اس تجویز کو منظور فرمالیا۔ کہ ان کی جگہ مولوی عبدالغفور صاحب مولوی فاضل بھیجے جائیں۔ افسوس ہے۔ کہ بعض ایسے اسباب پیدا ہو گئے جن کی وجہ سے مولوی عبدالغفور صاحب کو اب تک روانہ نہیں کیا جا سکا۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ آخر اگست تک یا شروع ستمبر میں ان کو یہاں سے روانہ کر دیا جائے گا۔ اور ان کے علاقہ سندھ میں پہونچنے سے ایک ماہ بعد تک مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری ان کو ہمراہ لیکر علاقہ کے معروف مقامات کا دورہ کرینگے۔ تاکہ ان کو علاقہ کی جماعتوں سے واقفیت ہو جائے۔ اور اس کے بعد مولوی صاحب پنجاب میں واپس آجائیں گے۔

احمدیہ البم

جو دوست احمدیہ البم کی خریداری کیلئے درخواست بھیجیں۔ وہ براہ کرم یہ بھی اطلاع دیں۔ کہ کتنی کاپیاں اس کی خریدیں گے۔ اگر وہ کوئی تعداد خود معین نہ کریں گے تو ایک ہی کاپی کے خریدار سمجھے جائیں گے۔ چونکہ یہ کتاب تبلیغ سلسلہ کے لئے بھی انشاء اللہ تعالےٰ مفید ہوگی۔ اس لئے احباب کو اس کی زیادہ سے زیادہ تعداد خرید کر غیر احمدی احباب میں قیمتاً یا مفت تقسیم کرنے کا ابھی سے تہیہ کر لینا چاہیئے۔

مبلغین درس لکھ رہے ہیں

چونکہ دعوۃ و تبلیغ کے چھ مبلغ درس قرآن کریم لکھ رہے ہیں۔ اور ان کو اس کام سے فارغ نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے درس قرآن کریم ختم ہونے تک اگر کوئی جماعت جلسہ یا مناظرہ مقرر کرنا چاہے۔ تو بلا اجازت مقرر نہ کرے۔ ورنہ مشکلات کا سامنا ہوگا۔ اس بات کو تو ہمیشہ ہی ہمارے احباب کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ اور بغیر مشورہ اور اجازت کے جلسہ یا مناظرہ مقرر نہ کرنا چاہیئے۔ لیکن موجودہ صورت میں اس بات کو خاص طور پر ملحوظ رکھنے کی ضرورت ہے۔ پس احباب مطلع رہیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ

تبلیغی دورہ

الحاج مولوی عبدالرحیم صاحب نیر ۱۳ر جولائی جمعہ کی صبح بنگلور پہونچے۔ اور پندرہ دن یہاں آپ کی اقامت رہی۔ اس عرصہ میں آپ کے بذریعہ لینٹرن اور بغیر لینٹرن اردو انگریزی مردوں عورتوں میں ۱۶ لیکچر ہوئے۔ بفضل خدا ہر ایک لیکچر نہایت کامیاب ہوا۔ لوگ ہزاروں کی تعداد میں آتے رہے۔ ان میں زیادہ تر تعلیم یافتہ طبقہ تھا۔ مولانا موصوف نے جناب دیوان صاحب ملک میسور و دیگر عمائدین شہر سے بھی ملاقاتیں کیں۔ پھر میسور میں آپ کے دو لیکچر ہوئے۔ اردو لیکچر میں جناب مولوی شوستری صاحب پرشین پروفیسر مہاراجس کالج میسور اور انگریزی لیکچر میں ایک لائق ہندو پروفیسر ایم۔ اے نے صدارت کی۔ پہلے لیکچر میں پانچ سو سے زیادہ اور دوسرے لیکچر میں قریب دو ہزار کا مجمع تھا۔ مولوی صاحب نے ہز ہائی نس سر سری کرشنا راجندر وڈیر بہادر جی۔ سی۔ ایس۔ آئی مہاراجہ ریاست میسور سے بھی ملاقات کی۔ ۳۱ر جولائی کی صبح کو میسور سے شیموگہ تشریف لے گئے۔ میر کلیم اللہ صاحب رائل ایس کنٹراکٹر شیموگہ نے اپنی ایک نئی موٹر تقریباً بارہ دن تک مولوی صاحب کو تبلیغی دورے کیلئے دی جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ خاکسار غلام قادر شرق سیکرٹری انجمن احمدیہ بنگلور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ اگست ۱۹۲۸ء

اچھوت اقوام اور مسلمان

ہندو صاحبان ان لوگوں کو جنہیں وُہ اچھوت کے ناپاک نام سے موسوم کرتے ہیں۔ کبھی انسانیت کے حقوق دینے کے لئے تیار نہیں ہونگے۔ اور تیار ہو بھی کس طرح سکتے ہیں۔ جبکہ ان کا مذہب اس کی اجازت ہی نہیں دیتا۔ اور اچھوتوں کو انسان سمجھنا اور ان سے انسانوں کا سا سلوک کرنا بہت بڑا گناہ قرار دیتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے ہندو اس بات کی سر توڑ کوشش کر رہے ہیں۔ کہ ان اقوام پر اپنی محبت اور ہمدردی ظاہر کریں۔ انھیں اپنی خیر خواہی کا یقین دلائیں۔ اور ظاہری طور پر انھیں یہ بھی بتائیں۔ کہ وہ انھیں اپنے جیسا سمجھتے اور اپنے جیسے حقوق دینے کے لئے تیار ہیں۔ خواہ اسی لمحہ ان سے علیحدہ ہو کر اپنے اس فعل کا اُنہ سخت سے سخت کفارہ دینے پر ہی مجبور ہوں۔

پچھلے دنوں جب اچھوتوں کے ایک اجتماع میں جو آریوں نے انہیں اپنا حسن سلوک جتلانے کے لئے لاہور میں کیا تھا۔ پنڈت مالوی جی نے اسی قسم کی مثال پیش کی تھی۔ جبکہ ایک صاف ستھرے مگر اچھوت کہلانے والے لڑکے نے اپنے ہاتھ سے ان کے گلے میں پھولوں کا ہار ڈالا۔ مالوی جی نے طوعاً نہیں تو کرہاً اپنے گلے میں ہار تو ڈلوا لیا۔ لیکن باوجود اس کے کہ نہ تو پھول غلاظت میں لتھڑے ہوئے تھے۔ اور نہ ہار ڈالنے والے لڑکے کے ہاتھ کسی قسم کی ناپاکی سے ملوث تھے۔ انھیں جائے رہائش پر جا کر سب سے پہلے کپڑوں سمیت غسل کرنا پڑا۔

اگرچہ اس سے ظاہر ہے۔ کہ اچھوت لوگوں کو ہندوؤں کا اپنے ساتھ ملانا تو الگ رہا۔ ان کے ہاتھ سے پھولوں کا ہار لینا بھی انھیں گوارا نہیں۔ لیکن اس سے یہ بھی تو ظاہر ہے۔ کہ پنڈت مالویہ جی ایسا آکٹر سناتنی بھی ہندوؤں کی طرف سے اچھوتوں کو ہمدردی اور حسن سلوک کا یقین دلانے کے لئے اپنے عقائد کے خلاف اس قدر ایثار کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ کہ بھری مجلس میں ایک اچھوت لڑکے کے ہاتھ سے ہار لے لے۔ اور پھر اس وجہ سے کپڑوں سمیت غسل کرنے کی تکلیف کو بھی بخوشی برداشت کرے۔

اب معزز معاصر ہمدم لکھنؤ (۱۳ اگست) میں یہ خبر شائع ہوئی ہے۔ کہ لکھنؤ میں آریہ برادری کے زیر اہتمام ۱۲ اگست کو آریہ سماج گولہ گنج میں مختلف ذاتوں کے آدمیوں نے ملکر کھانا کھایا۔ دیگر اچھوتوں کے علاوہ ایک درجن سے زیادہ مہتر بھی کھانے میں شریک تھے۔

اس ملکر کھانا کھانے کی حقیقت سوائے اس کے کچھ نہ ہوگی۔ کہ ایک جگہ بیٹھ کر علیحدہ علیحدہ برتنوں میں کھانا کھا لیا ہوگا لیکن وہ لوگ جو قرنوں سے کسی اچھوت کے سایہ تک کو ناپاک سمجھکر اس سے بچتے چلے آ رہے ہیں۔ اور جن کا مذہب دنیا کی سب سے ناپاک چیزوں سے زیادہ ناپاک ان لوگوں کو قرار دیتا ہے جنہیں اچھوت کہا جاتا ہے۔ ان کا ایک فرش پر بیٹھ جانا اور پھر کچھ کھا بھی لینا اتنا بڑا تغیر ہے۔ جسے دیکھکر مسلمانوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں۔

ہندو یہ سب کچھ کیوں کر رہے ہیں۔ اور کیوں اس رواج کو توڑ رہے ہیں۔ جس کے مطابق وُہ صدیوں سے اچھوت اقوام سے ظالمانہ سلوک کرتے چلے آ رہے ہیں۔ محض اس لئے کہ اب ان اقوام میں ہندوؤں کی بجائے انگریزوں کی حکومت میں رہنے کی وجہ سے بیداری پیدا ہو رہی ہے۔ وہ بھی اپنے وہی حقوق سمجھتے ہیں۔ جو دوسرے لوگوں کو حاصل ہیں۔ اور اب وہ اس ظلم و ستم کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ جس کا انھیں تختہ مشق بنایا جا رہا تھا۔

اس بات کو دیکھ کر ہندو کوشش کر رہے ہیں۔ کہ ان کے تھوڑے بہت آنسو پونچھ کر اور ان سے پہلے کی نسبت کسی قدر بہتر سلوک کر کے جو زیادہ تر نمائشی رنگ رکھتا ہو۔ انھیں اپنے قبضہ و تصرف سے نہ نکلنے دیں۔ اور بدستور ان سے فوائد حاصل کرتے رہیں۔ اس کے لئے وُہ ہر قسم کی کوششیں کر رہے اور ان کے بڑے سے بڑے لیڈر امداد دے رہے ہیں۔ لیکن افسوس کہ مسلمان اس طرف سے بالکل غافل ہیں۔ اور اچھوت اقوام کی بہتری اور بھلائی میں کوئی حصہ نہیں لے رہے۔

اسلام وہ مذہب ہے۔ جس نے اپنے پیروؤں کو ہر محتاج اور ضرورتمند کی مدد کا حکم دیا ہے۔ اور صفحہ دنیا پر اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو تمام انسانوں کو مساوی اور ایک سے حقوق کا حقدار قرار دیتا ہے۔ لیکن مسلمان یہ دیکھتے ہوئے کہ ہندوستان کی ادنےٰ اقوام بار بار امداد کے لئے ہاتھ پھیلا رہی ہیں۔ انسانیت اور شرافت کا واسطہ دے دے کر کہہ رہی ہیں۔ کہ انہیں اس حالت سے نکالا جائے۔ جس میں انھیں ہندوؤں نے ڈال رکھا ہے۔ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں۔ اور یہ دیکھتے ہوئے کہ ہندو ان اقوام کو محض نمائشی سلوک کے ذریعہ بہلا پھسلا رہے ہیں۔ ان کے دل میں ہمدردی کا ایک ذرہ بھی پیدا نہیں ہوتا۔ ورنہ کیا وجہ ہے آج تک انھوں نے اچھوت اقوام کی اصلاح اور ترقی کی طرف اس قدر توجہ نہیں کی جس قدر چاہیئے۔ اور جو لوگ اس بارے میں کام کر رہے ہیں۔ ان کے ساتھ ضروری تعاون نہیں کیا۔ اور بعض مقامات کے متعلق تو افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے۔ کہ مخالفانہ کوشش کی گئی ہے۔

مسلمانوں کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیئے۔ کہ ہندوستان کی اچھوت اقوام کی اصلاح کے متعلق وہ نہ صرف مذہبی طور پر جوابدہ اور ذمہ وار ہیں۔ بلکہ سیاسی اور ملکی لحاظ سے بھی یہ ایک ایسا مرحلہ ہے۔ کہ جس قوم کو اس میں کامیابی ہو گئی۔ وہی باعزت اور خوشحال زندگی بسر کر سکے گی۔ ہماری جماعت حتے القدور اس کام کو سرانجام دے کر مسلمانوں کے آئندہ فوائد کو ایک حد تک محفوظ کرنے اور نقصانات سے بچانے کی کوشش کر رہی ہے۔ لیکن یہ کام اتنا بڑا اور اس میں ہندوؤں جیسی مالدار اور کثیر التعداد قوم سے مقابلہ اتنا مشکل ہے۔ کہ جس میں کامیابی تمام مسلمانوں کی متفقہ اور متحدہ کوشش سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ اور اس کا ایک طریق یہ ہے کہ ریزرو فنڈ کی جو تحریک کی گئی ہے۔ اور جو مسلمانوں کے مشترکہ مفاد پر خرچ ہوگا۔ اس میں فراخدلی کے ساتھ حصہ لیا جائے۔ اور اسے جلد سے جلد اتنا مضبوط بنا دیا جائے۔ کہ ایک اعلیٰ اور وسیع پیمانہ پر ادنےٰ اقوام کی اصلاح کا کام شروع کیا جا سکے۔

دردمند مسلمانوں کو اچھوت اقوام کے متعلق ہندوؤں کی سرگرم کوششوں کو دیکھکر سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ اور ان فرائض کی ادائیگی کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ جو اس بارے میں اسلام نے ان کے سپرد کئے ہیں۔

ہندوؤں کی نظر مسلمانوں کی نیتوں پر

لاہور کے آریہ اخبار "آریہ گزٹ" کی ہر بات نرالی ہوتی ہے۔ کچھ عرصہ ہوا پنجاب گورنمنٹ نے صوبہ میں بیکاری کے متعلق تحقیقات کرنے کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا تھا۔ جس نے اپنی تحقیقات کے نتیجہ میں جو رپورٹ گورنمنٹ میں پیش کی ہے اس میں چند ایسی تجاویز لکھی ہیں۔ جو انسداد بیکاری میں بہت کچھ ممد ہو سکتی ہیں۔ مگر آریہ گزٹ (۱۱ اگست) ان تجاویز میں حسب ذیل اضافہ ضروری سمجھتا ہے:-

"پنجاب کے اندر بیکاری کا ایک اور بڑا سبب ایکٹ انتقال اراضی کا ہونا ہے۔ اگر آج یہ منسوخ کرایا جائے۔ تو ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں۔ کہ پنجاب میں بیکاری بہت حد تک دور ہو جائے۔ تعلیم یافتہ نوجوان کاشت کرنا چاہتے ہیں۔ وُہ غیر کاشتکار ہونے کی وجہ سے زمین نہیں حاصل کر سکتے"

مطلب یہ کہ بیچارے زمینداروں کے پاس ایکٹ انتقال اراضی

کی برکت سے تھوڑی بہت جو زمینیں باقی ہیں۔ وُہ بھی ان سے بنیئے مہاجن لے رہے ہیں۔ اس طرح ان کی بیکاری کا تو ممکن ہے۔ کسی حد تک علاج ہو جائے۔ لیکن جن کی زمینیں ہتھیائی جائیں گی۔ ان کا کیا بنے گا۔

پنجاب میں باوجود اکثریت کے مسلمانوں کی جس قدر نازک حالت ہے۔ افسوس۔ کہ برادرانِ وطن کو وُہ بھی گوارا نہیں۔ تمام تجارت کلیتہً ہندوؤں کے ہاتھ میں ہے۔ سرکاری محکموں کے عملہ دفاتر ان سے پر ہیں۔ مسلمانوں کی تمام جائدادیں ان کے پاس رہن ہیں۔ اور مسلمان غریب شب و روز ان کے لئے کھیتی باڑی کی سخت سے سخت مشقت برداشت کرتے ہیں۔ اور یہی ایک ذریعہ ہے۔ جس سے وہ نہایت تنگی سے بسر اوقات کر رہے ہیں۔ لیکن ہندو صاحبان چاہتے ہیں۔ مسلمانوں کی معیشت کا یہ ذریعہ بھی ان سے چھین لیں۔

کیا ہندوؤں کی ایسی ذہنیت کے ہوتے ہوئے ملک میں اتحاد و اتفاق کی کوئی امید ہو سکتی ہے ٭

سُود کی لعنت

معاصر "انقلاب" (۱۰؍ اگست) لکھتا ہے۔ بنگال کے ایک مسلمان نے ۱۹۱۵ء میں ایک ہندو ساہوکار سے تیس روپیہ قرض لئے پچھلے دنوں سود در سود اکٹھا کر کے اس ساہوکار نے مسلمان پر ایک لاکھ سولہ ہزار دو سو چھہتر روپیہ کا دعوےٰ کر دیا جس کو نامنظور کرتے ہوئے منصف نے صرف چھ سو روپیہ کی ڈگری مدعی کے حق میں دی ٭

تیس روپیہ لیکر چھ سو روپیہ دینا کس قدر ناقابل برداشت ظلم ہے۔ لیکن ایسے ظلم آئے دن مسلمانوں پر ہو رہے ہیں۔ اور عجیب بات ہے کہ مسلمان ان سے عبرت نہیں پکڑتے۔ اور برابر اسراف و تبذیر اور فضول رسومات کے لئے ہندو ساہوکاروں کے پنجۂ جور و ستم میں اسیر ہوتے جا رہے ہیں۔

اگر مسلمان اپنے اخراجات کو گھٹانے اور فضول رسم و رواج کی قیود سے آزادی حاصل کرنے کے ساتھ حکومت کی طرف سے جو زمیندارہ بنک اور انجمنہائے امداد باہمی کی تحریکات جاری کی جا رہی ہیں۔ ان کو کامیاب بنانے کی جد و جہد کریں۔ اور اپنے اپنے گاؤں میں شاخیں کھلوائیں۔ تو وہ بہت جلد اس سودی لعنت اور ہندو ساہوکاروں کی ستم آرائیوں سے محفوظ ہو سکتے ہیں دیہاتوں کے سرکردہ لوگوں کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے ٭

مگر اس کے ساتھ یہ امر نہایت ہی ضروری ہے۔ کہ مسلمان فضول اخراجات جو وُہ رسُومات کی ادائیگی کے لئے کرتے ہیں یکقلم ترک کر دیں۔ ورنہ کوئی صُورت بھی ان کی اصلاح کی نہیں ہو سکتی ٭

اشارات

"پیغام صلح" نے اپنے "آخری نبی نمبر" کی خوبیاں گناتے ہوئے لکھا تھا۔

"ممکن ہے۔ کہ بعض خاص باتوں کی وضاحت کے لئے عکسی تصاویر سے بھی کام لیا جائے۔ اور اس طرح اس کی دیدہ زیبی و دلفریبی میں اور بھی چار چاند لگ جائیں"

اس کے متعلق ہم بڑی بے تابی سے منتظر تھے۔ کہ دیکھیں غیر مبائعین کے "آخری نبی" سے تعلق رکھنے والی وہ کونسی خاص باتیں ہیں۔ جن کی وضاحت عکسی تصاویر سے کی جائے گی۔ اور کس طرح ان عکسی تصاویر سے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا "آخری نبی" ہونا ثابت کیا جائے گا۔ لیکن افسوس کہ جُوں جُوں اس کی اشاعت کی گھڑی قریب آ رہی ہے۔ نہ صرف "عکسی تصاویر" کے "چار چاند" غائب ہوتے نظر آ رہے ہیں۔ بلکہ "آخری نبی نمبر" کا شور و شر چار سطری روکھے پھیکے الفاظ کے اعلان میں محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ یہ اس نمبر کی قبولیت کا کافی سے بڑھ کر ثبوت ہے۔ کیا ہی اچھا ہو۔ اگر پیغام اشاعت کے بعد اعلان کر دے۔ کہ کتنی تعداد میں یہ نمبر چھپا۔ اور اس میں سے کتنا مفت بھینکا گیا۔ اس سے قبولیت کا اور زیادہ ثبوت مل جائے گا ٭

"پیغام" نے "آخری نبی نمبر" کے متعلق یہ بھی لکھا ہے:۔

"غیر مسلم ارباب کے قلم سے مضامین حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے"

امید تو کم ہی ہے۔ لیکن اگر پیغام اس کوشش میں کامیاب ہو گیا۔ تو "غیر مسلم ارباب قلم" کے مضامین ایک عجیب و غریب چیز ہونگے۔ بشرطیکہ "آخری نبی" کے موضوع پر انہوں نے خامہ فرسائی کی یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے "آخری نبی" ہونے کی برکات اور فضائل بیان کئے۔ آپ کے اخلاق۔ عادات اور کارہائے نمایاں سے آخری نبی کے مفہوم کو کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے ان پہلوؤں پر پیغام کے اس پرچہ میں کچھ نہیں ہونا چاہیئے

"پیغام" نے اس نمبر کی اشاعت کی غرض یہ بتائی تھی "مسلمانوں اور بالخصوص قادیانی جماعت کے بعض خاص معتقدات نے ختم نبوت کے حقیقی منشا کو بگاڑ کر کچھ کا کچھ بنا دیا ہے .... ان حالات کو مدنظر رکھکر کارکنان "پیغام صلح" نے ارادہ کیا ہے۔ کہ آئندہ بارہ وفات کے موقعہ پر پیغام صلح کا ایک خاص نمبر "آخری نبی نمبر" کے نام سے شائع کیا جائے"

لیکن مولوی محمد علی صاحب نے اس کی وجہ یہ قرار دی ہے:۔ "ہماری انجمن نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ میلاد النبی کے موقعہ پر جو ۱۹؍ اگست کو ہے۔ پیغام صلح کا آخری نبی نمبر نکالا جائے ہماری جماعت نے ہمیشہ اس بات کو پسند کیا ہے۔ کہ اس موقعہ پر کوئی جلسہ وغیرہ کر کے اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات پبلک میں پیش کئے جائیں۔ اس دفعہ اس تبلیغ کو اور زیادہ مؤثر کرنے کے لئے پیغام صلح کا خاص نمبر تجویز کیا گیا ہے"

اب کونسا بیان درست سمجھا جائے۔ مولوی صاحب نے اس نمبر کو تبلیغ کا رنگ اس لئے دیا ہے تاکہ انھیں "پیغام" کے اس اعلان کی پابندی نہ کرنی پڑے۔ کہ "اس نمبر میں ختم نبوت کا حقیقی مفہوم و منشا بتانے کے علاوہ یہ ثابت کیا جائے گا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری نبی ہونا ہی اسلام کے لئے باعث عزت و شان ہے" لیکن اس کے ساتھ ہی انھیں اس نمبر کا نام بھی بدلنا چاہیئے تھا۔ ورنہ جو اس کا نام تجویز کیا گیا ہے۔ اس کے لحاظ سے "پیغام صلح" کو فوقیت حاصل ہے۔

"پیغام" (۱۰؍ اگست) نے ان الفاظ کو کہ "مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کا وُہ عقیدہ نہیں۔ جو عام مسلمانوں کا ہے۔ اور وُہ مسلمانوں کو خاتم النبیین کا منکر سمجھتے ہیں۔" "میاں محمود احمد صاحب کی خطرناک غلط بیانی" کہکر یہ مطالبہ کیا ہے۔ "کب مولوی محمد علی صاحب نے یہ کہا۔ کہ مسلمان خاتم النبیین کے منکر ہیں"

اگر پیغام کو یہ معلوم نہ ہو۔ اور اس کا امیر حافظہ نہ باشد کے ماتحت اسے بتا نہ سکے۔ تو ہم پوچھتے ہیں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے کہیں یہ کہا ہے یا نہیں۔ کہ

"قرآن شریف تو نبوت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم کرتا ہے۔ مگر مسلمانوں نے اس اصولی عقیدہ کے بالمقابل یہ خیال کر لیا ہے۔ کہ ابھی آنحضرت صلعم کے بعد حضرت عیسیٰ جو نبی ہیں۔ وہ آئینگے۔ یہ نہ سوچا کہ جب نبوت کا کام تکمیل کو پہونچ چکا۔ اور اس لئے نبوت ختم ہو چکی تو اب آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی کس طرح آسکتا ہے۔ خواہ پرانا ہو یا نیا۔ نبی جب آئیگا۔ نبوت کے کام کے لئے آئیگا۔ اور جب نبوت کا کام ختم ہو گیا۔ تو نبی بھی نہیں آسکتا۔ پرانے اور نئے سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ اگر یہ مولوی محمد علی صاحب کے ہی الفاظ ہوں۔ تو صاف بات ہے۔ کہ جب ان کے نزدیک پرانے اور نئے نبی سے کچھ فرق نہیں پڑتا اور ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام کو نبی ماننے کی وجہ سے خاتم النبیین کے منکر قرار دے رہے ہیں۔ تو حضرت عیسےٰ کی دوبارہ آمد کے قائلین کو بھی خاتم النبیین کا منکر ہی سمجھتے ہیں۔ پیغام ذرا مندرجۂ بالا الفاظ کا مفہوم "حضرت امیر" [illegible] غلط بیانی کا ارتکاب کس نے کیا ہے ٭

بانی اسلام اور بائیبل مقدس

سرورِ دوجہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت جملہ کتب آسمانی میں موجود ہے۔ تورات و انجیل قربِ زمانی کی وجہ سے اس ظہورِ پرنور کے متعلق نہایت واضح بیانات پر مشتمل ہے۔ قرآن مجید کا دعوےٰ ہے:۔

الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہٗ مکتوبًا عندھم فی التوراۃ والانجیل یامرھم بالمعروف وینھٰھم عن المنکر ویحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبائث ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم (اعراف ۱۹)

کہ یہ وہی موعود ہے جس کی خبر تورات و انجیل میں مندرج ہے۔ یہی وہ نبی ہے جو راستی کو قائم اور بدی کو نیست و نابود کرتا ہے۔ طیبات کی حلت اور خبائث کی حرمت یعنی شریعت کی عزت کو از سرِ نو قائم کرتا ہے۔ بوجھ کے نیچے دبنے والوں کو آزادی اور قیدیوں کو رستگاری بخشتا ہے۔"

اس دعویٰ کی تصدیق اور حق پسند غیر مسلموں سے اپیل کے طور پر ہم ذیل میں وہ پیشگوئیاں درج کرتے ہیں۔ جو آج بھی یہود و نصاریٰ کی تحریف کے باوجود بائیبل میں موجود ہیں۔

نسل اسمٰعیلؑ میں ایک عظیم الشان نبی

تورات میں لکھا ہے:۔

الف:۔ اسمٰعیل کے حق میں میں نے تیری سنی۔ دیکھ میں اسے برکت دونگا۔ اور اسے برومند کرونگا۔ اور اسے بہت بڑھاؤنگا۔ اور اس سے بارہ سردار پیدا ہوں گے۔ اور میں اسے بڑی قوم بناؤں گا۔" (پیدائش ۱۷/۲۰)

ب:۔ میں ان بنی اسرائیل کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا۔ اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا۔ اور جو کچھ میں اسے فرماؤں گا۔ وہ سب ان سے کہیگا اور ایسا ہوگا۔ کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لیکے کہیگا نہ سنیگا تو میں اس کا حساب اس سے لوں گا۔" (استثنا ۱۸/۱۹)

ایک وہم کا ازالہ

ان آیات میں بنو اسمٰعیل میں سے ایک مثیل موسیٰ صاحب شریعت نبی کی بشارت دی گئی ہے۔ مگر عیسائی لوگ اس پیشگوئی کو حضرت مسیحؑ پر چسپاں کرنا چاہتے ہیں۔ جو سراسر غلط ہے۔ کیونکہ اوّل تو حضرت مسیح بزعم نصاریٰ خود خدا تھے۔ وہ نبی کیسے بن سکتے ہیں؟ نبی تو "المخبر عن الغیب بالہام من اللہ (المنجد صفحہ ۸۰۳) کے مطابق خدا سے خبر پانے والے کو کہتے ہیں۔ جو خود خدا ہے وہ کس سے غیب کی خبریں حاصل کریگا؟ غرض نبی اور خدا ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا اگر عیسائی اس پیشگوئی کو حضرت مسیح پر لگانا چاہیں۔ تو انہیں الوہیت مسیح سے انکار کرنا پڑیگا۔

دوم:۔ یہود اس پیشگوئی کو نسلاً بعد نسل مسیح کے علاوہ کسی اور وجود کے لئے مانتے آئے ہیں۔ جیسا کہ انجیل میں لکھا ہے

"اس (یوحنا) نے اقرار کیا۔ اور انکار نہ کیا۔ بلکہ اقرار کیا کہ میں تو مسیح نہیں ہوں۔ انہوں نے اس سے پوچھا پھر کون ہے؟ کیا تو ایلیاہ ہے؟ اس نے کہا میں نہیں ہوں۔ کیا تو وہ نبی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں۔"

(یوحنا ۱/۲۰-۲۱)

گویا یہود کے نزدیک مسیح اور "وہ نبی" دو الگ الگ موعود تھے۔

سوم:۔ نفس پیشگوئی بھی اس خیال کو باطل ٹھہراتی ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موسیٰ کی مانند صاحب شریعت یا جلالی نبی نہ تھے۔ نیز پھر آپ نے سب کچھ کہنے کا دعویٰ بھی نہیں فرمایا۔ بلکہ یہ کہا ہے:۔

"مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں۔ مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی سچائی کا روح آئیگا۔ تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائیگا۔ اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہیگا۔ لیکن جو کچھ سنیگا وہی کہیگا۔ اور تمہیں آئندہ کی خبریں دیگا۔" (یوحنا ۱۶/۱۲-۱۳)

چہارم:۔ مقدس پولوس نے بالصراحت اس خیال کو رد کر دیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"ضرور ہے کہ وہ (مسیح) آسمان میں اس وقت تک رہے جب تک کہ وہ سب چیزیں بحال نہ کی جائیں۔ جن کا ذکر خدا نے اپنے پاک نبیوں کی زبانی کیا ہے۔ جو دنیا کے شروع سے ہوتے آئے ہیں۔ چنانچہ موسیٰ نے کہا کہ خداوند خدا تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے مجھ سا ایک نبی برپا کریگا۔ جو کچھ وہ تم سے کہے اس کی سننا۔" (اعمال ۳/۲۱-۲۲)

پس استثناء کی پیشگوئی کا مصداق حضرت مسیحؑ کو بتلانا سراسر غلطی ہے۔ اس کا مصداق وہی نبی عربی ہے۔ جو اسمٰعیلؑ کی نسل سے بھی ہے۔ اور الفاظ پیشگوئی بھی آپ پر صادق آتے ہیں۔

آنحضرتؐ کی بعثت یا خدا کا ظہور

بائیبل نے اپنے محاورہ کے مطابق خدا کے برگزیدوں کو اس کے بیٹے قرار دیا۔ تو ان سب کے سردار اور سرتاج کی آمد کو خدا کی آمد بتلایا ہے۔ بائیبل میں لکھا ہے:۔

الف:۔ خدا تیمن سے اور وہ جو قدوس ہے۔ کوہ فاران سے آیا اس کی شوکت سے آسمان چھپ گیا۔ اور زمین اس کی حمد سے معمور ہوئی۔ اس کی جگمگاہٹ نور کی مانند تھی۔ اس کے ہاتھ سے کرنیں نکلیں۔ پر وہاں بھی اس کی قدرت در پردہ تھی۔ مری اس کے آگے آگے چلی۔ اور اس کے قدموں پر آتشی وبا روانہ ہوئی۔ وہ کھڑا ہوا۔ اور اس نے زمین کو لرزا دیا۔ اس نے نگاہ کی اور قوموں کو پراگندہ کر دیا۔"

(حبقوق ۳/۳-۶)

ب:۔ "خداوند سینا سے آیا۔ اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا۔ اور اس کے دہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت ان کیلئے تھی۔ ہاں وہ اس قوم سے بڑی محبت رکھتا ہے اس کے سارے مقدس تیرے ہاتھ میں ہیں۔ اور وہ تیرے قدموں کے نزدیک بیٹھے ہیں۔ اور تیری باتوں کو مانیں گے۔"

(استثناء ۳۳/۲-۳)

ج:۔ حضرت مسیح اپنی بعثت کو بیٹے کی بعثت قرار دیتے ہوئے انگوری باغ کی تمثیل میں فرماتے ہیں:۔

"جب باغ کا مالک آئیگا۔ تو ان باغبانوں کے ساتھ کیا کریگا۔ انہوں نے اس سے کہا۔ ان بُرے آدمیوں کو بُری طرح ہلاک کریگا۔ اور باغ کا ٹھیکہ اور باغبانوں کو دیگا۔ جو موسم پر اس کو پھل دیں۔ یسوع نے ان سے کہا کیا تم نے کتاب مقدس میں کبھی نہیں پڑھا۔ کہ جس پتھر کو معماروں نے رد کیا وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا۔ یہ خداوند کی طرف سے ہوا۔ اور ہماری نظر میں عجیب ہے۔ اس لئے میں تم سے کہتا ہوں۔ کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائیگی۔ اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے دیدی جائیگی۔ اور جو اس پتھر پر گریگا اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ مگر جس پر وہ گریگا اسے پیس ڈالیگا۔"

(متی ۲۱/۴۰-۴۴)

ان آیات سے ظاہر ہے کہ استثناء اور حبقوق کی نبوت میں جس کامل مظہر خدا کی بشارت دی گئی ہے۔ وہ بیٹے یعنی حضرت مسیح کے بعد معاً آنے والا ہے۔ کیا کوئی حق پسند انسان ان پیشگوئیوں کے ہوتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اے پڑھنے والے تو خدا کیلئے غور کر۔ کہ فاران میں کس کے ذریعہ خدا تعالےٰ کی جلوہ گری ظاہر ہوئی۔ کون دس ہزار صحابہ کو لیکر آیا؟ کس نے دنیا کے سامنے ایک شریعت بیضاء پیش کی؟ کس نے خدا کی جلالی صفات کو دنیا پر روشن کیا؟ کون تھا جس نے باغ دوسری قوم (بنی اسمٰعیل) کے سپرد کیا؟ یقیناً یقیناً وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

راستی کو قائم کرنیوالا خداوند کا بہادر

یسعیاہ نبی نے باب ۴۲ میں بالتفصیل نبی اسلام کی بشارت دی ہے جس میں سے چند آیات یہ ہیں:-

"دیکھو میرا بندہ جسے میں سنبھالتا - میرا برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہے - میں نے اپنی روح اس پر رکھی - وہ قوموں کے درمیان عدالت جاری کرائیگا - وہ نہ چلائیگا اور اپنی صدا بلند نہ کریگا - اور اپنی آواز بازاروں میں نہ سنائیگا - وہ مسلے ہوئے سینٹھے کو نہ توڑیگا - اور دھمکتی ہوئی بتی کو نہ بجھائیگا - وہ عدالت کو جاری کرائیگا - کہ دائم رہے - اس کا زوال نہ ہوگا - اور نہ مسلا جائیگا - جب تک راستی کو زمین پر قائم نہ کرے - اور بحری ممالک اس کی شریعت کی راہ تکیں ...... میں خداوند نے تجھے صداقت کے لئے بلایا - میں ہی تیرا ہاتھ پکڑونگا - اور تیری حفاظت کروں گا - اور لوگوں کے عہد اور قوموں کے نور کیلئے تجھے دونگا - کہ تو اندھوں کی آنکھیں کھولے - اور بندھوؤں کو قید سے نکالے اور ان کو جو اندھیرے میں بیٹھے ہیں - قید خانے سے چھڑائے ...... خداوند کیلئے ایک نیا گیت گاؤ - اے تم جو سمندر پر گذرتے ہو اور تم جو اس میں بستے ہو - اے بحری ممالک اور ان کے باشندو! تم زمین پر سرتاسر اسی کی ستائش کرو - بیابان اور اس کی بستیاں قیدار[1] کے آباد دیہات اپنی آواز بلند کریں گے - سلع[2] کے بسنے والے ایک گیت گائیں گے پہاڑوں کی چوٹیوں سے للکاریں گے - وہ خداوند کا جلال ظاہر کرینگے - اور بحری ممالک میں اس کی ثناخوانی کرینگے - خداوند ایک بہادر کی مانند نکلیگا - وہ جنگی مرد کی مانند اپنی غیرت اکسائیگا - وہ چلائیگا - ہاں وہ جنگ کیلئے بلائیگا - وہ اپنے دشمنوں پر بہادری کریگا ...... خداوند اپنی صداقت کے سبب راضی ہوا - وہ شریعت کو بزرگی دیگا - اور اسے عزت بخشیگا"

اس پیشگوئی میں جس مقدس وجود کو "عدالت کا جاری کرنے والا" "راستی کو قائم کرنے والا" اور "شریعت کو بزرگی دینے والا" قرار دیا گیا ہے - اس کے وقت کے متعلق حضرت مسیح فرماتے ہیں:-

"میں تم سے سچ کہتا ہوں - کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے - کیونکہ اگر میں نہ جاؤں - تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئیگا - لیکن اگر جاؤں گا - تو اسے تمہارے پاس بھیج دونگا - اور وہ آکر دنیا کو گناہ اور راستبازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائیگا" (یوحنا ۱۶ باب)

کیا اس صراحت کے باوجود انکار جائز ہو سکتا ہے؟ عیسائی صاحبان کا فرض ہے - کہ بتلائیں - کہ وہ کونسا بندہ خدا گذرا ہے - جو اس پیشگوئی کا مصداق ہے - ورنہ حضرت مسیح کی تکذیب لازم آئیگی -

[1] قیدار حضرت اسمٰعیل کے ایک بیٹے کا نام ہے - (پیدائش ۲۵/۱۳)
[2] سلع مدینہ کے پہاڑ کا نام ہے -
(مجمع البحار جلد ۲ صفحہ ۱۳۰)

حضرت سلیمان کی پیشگوئی

بانی اسلام کے متعلق حضرت سلیمان کی کتاب میں لکھا ہے:-

"میرا محبوب سرخ و سفید ہے - دس ہزار آدمیوں کے درمیان وہ جھنڈے کی مانند کھڑا ہوتا ہے"

اس کے بعد حلیہ مبارک درج کر کے لکھا ہے:-

"اس کا منہ شیرینی ہے - ہاں وہ سراپا عشق انگیز ہے اے یروشلم کی بیٹیو! یہ میرا پیارا یہ میرا جانی ہے"
(غزل الغزلات ۵/۱۰ و ۱۶)

اس آیت میں جس لفظ کا ترجمہ "سراپا عشق انگیز" کیا گیا ہے - وہ عبرانی میں "خلو محمدیم" ہے - عبرانی بائیبل میں یہ آیت یوں ہے:-

"ناحِکُو مَمْتَقِّیم وَکُلُّو مُحَمَّدِیم زِہ دُودِی وَزِہ رَعِی بَنُوت یَرُوشَلَایِم"

جس میں گویا صاف طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک موجود ہے - مگر "اتحد ثونہم بما فتح اللہ علیکم" کہنے والوں نے نام کا بھی ترجمہ کر دیا - اور وہ بھی غلط

عیسائی اور یہودی احباب خدارا ان واضح بیانات پر غور فرمائیں - اور خدا کے برگزیدہ انبیاء کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کر کے مورد غضب الٰہی نہ بنیں:

خاکسار:- اللہ دتا جالندھری مولوی فاضل سیکرٹری انجمن احمدیہ خدام الاسلام قادیان

اعلان

عام طور پر لوگ سوال کیا کرتے ہیں - کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حج کیوں نہیں کیا - اس کے جواب میں انجمن احمدیہ خدام الاسلام قادیان کا تازہ ٹریکٹ نمبر ۱۲ بعنوان "فریضہ حج اور حضرت مسیح موعود" شائع ہوا ہے احباب طلب فرما سکتے ہیں - ہر ۲۰ ٹریکٹوں کیلئے پانچ آنہ کے ٹکٹ آنے چاہئیں - نیز جمعیتہ احرار المسلمین کا شرمناک رویہ والا ٹریکٹ بھی مفید اضافہ کیساتھ بار دوم شائع ہوا ہے ایک روپیہ سینکڑہ علاوہ محصولڈاک کے حساب سے طلب فرمائیں - خاکسار سکرٹری انجمن احمدیہ خدام الاسلام قادیان

حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر وادیوں میں

یدعون لک ابدال الشام وعباد اللہ من العرب
(الہام مسیح موعود)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے سورہ جن کا درس دیتے ہوئے فرمایا۔

ان کا ذکر خدا تعالےٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے جو کیا تو یہ ایسی ہی بات ہے - جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا - یدعون لک ابدال الشام کسی نہ کسی ذریعہ آپ کی کوئی کتاب پہونچی - اور ابدال آپ پر ایمان لے آئے - یہ پیشگوئی بھی ہے - مگر اب بھی معلوم ہو رہا ہے - کہ کئی لوگ ایمان لائے ہوئے ہیں - جن کا اب کسی نہ کسی طریق سے پتہ لگتا رہتا ہے - چین وغیرہ کے احمدیوں کا پتہ غیروں کے ذریعہ لگ رہا ہے اسی طرح نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دل کو تقویت دینے اور خوش کرنے کیلئے بتایا - کہ دور دور کے لوگ ایمان لا رہے ہیں"
(ملاحظہ ہو ضمیمہ اخبار الفضل یکم مئی ۱۹۲۸ء)

حضور کے مندرجہ بالا قول کی تصدیق میں ایک تازہ واقعہ پیش کرتا ہوں - ۳۰ جون کو میں اپنے چند احمدی دوستوں کو لیکر کرمل پہاڑ پر گیا - وہاں سے قریب ہی ایک وادی تھی - بعض دوستوں نے کہا - چلو وادی میں اتریں - وہاں ایک نہایت ٹھنڈے پانی کا چشمہ ہے - جب وادی میں اتر کر ایک درخت کے سایہ میں بیٹھے - تو ایک شخص ہمارے پاس آکر بیٹھ گیا - اور میرے ساتھیوں سے میرے متعلق دریافت کیا - کیا آپ ہی ہندی مبلغ ہیں - انہوں نے جواب دیا - ہاں - پھر سلسلہ کے متعلق اس سے باتیں ہوتی رہیں - اس نے کہا - یہاں قریب ہی ایک شیخ ہے - وہ آپ سے ملنا چاہتا تھا - عصر کی نماز پڑھکر ہم اس شیخ کے پاس گئے - تو وہ دور سے دیکھ کر ننگے پاؤں دوڑا آیا - اور مجھ سے مصافحہ اور معانقہ کر کے نہایت ہی محبت اور خلوص کا اظہار کیا - اور کہا ہم نے جب مشائخ کو جامع مسجد میں آپ کے خلاف یہ کہتے سنا - کہ وہ لوگوں سے کہہ رہے ہیں - کہ یہ ہندی کافر ہے - کہتا ہے - کہ مسیح علیہ السلام وفات پا چکے ہیں - اور مسیح موعود آچکا ہے - تو ہم نے آپ کی تلاش شروع کی - لوگوں سے پوچھتے تو آپ کا پتہ نہ دیتے - بعض تو کہتے - وہ یہاں سے چلا گیا ہے - بعض کہتے کہ نابلس یا غزہ میں کسی نے قتل کر دیا ہے - (اس قدر بات کر کے رو پڑا) پھر کہنے لگا - الحمد للہ کہ خدا تعالےٰ ہی خود آپ کو ہمارے پاس لے آیا ہے - ہم تو پہلے سے ہی اس بات پر ایمان لا چکے ہیں - اور جو کچھ آپنے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ اگست ۱۹۲۸ء

اچھوت اقوام اور مسلمان

ہندو صاحبان ان لوگوں کو جنھیں وُہ اچھوت کے ناپاک نام سے موسوم کرتے ہیں۔ کبھی انسانیت کے حقوق دینے کے لئے تیار نہیں ہونگے۔ اور تیار ہو بھی کس طرح سکتے ہیں۔ جبکہ ان کا مذہب اس کی اجازت ہی نہیں دیتا۔ اور اچھوتوں کو انسان سمجھنا اور ان سے انسانوں کا سا سلوک کرنا بہت بڑا گناہ قرار دیتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے ہندو اس بات کی سر توڑ کوشش کر رہے ہیں۔ کہ ان اقوام پر اپنی محبت اور ہمدردی ظاہر کریں۔ انھیں اپنی خیر خواہی کا یقین دلائیں۔ اور ظاہری طور پر انھیں یہ بھی بتائیں۔ کہ وہ انھیں اپنے جیسا سمجھنے اور اپنے جیسے حقوق دینے کے لئے تیار ہیں۔ خواہ اسی لمحہ ان سے علیحدہ ہو کر اپنے اس فعل کا سخت سے سخت کفارہ دینے پر ہی مجبور ہوں۔

پچھلے دنوں جب اچھوتوں کے ایک اجتماع میں جو آریوں نے انھیں اپنا حسن سلوک جتلانے کے لئے لاہور میں کیا تھا۔ پنڈت مالوی جی نے اسی قسم کی مثال پیش کی تھی۔ جبکہ ایک صاف ستھرے مگر اچھوت کہلانے والے لڑکے نے اپنے ہاتھ سے ان کے گلے میں پھولوں کا ہار ڈالا۔ مالوی جی نے طوعاً نہیں تو کرہاً اپنے گلے میں ہار تو ڈلوالیا۔ لیکن باوجود اس کے کہ نہ تو پھول غلاظت میں لتھڑے ہوئے تھے۔ اور نہ ہار ڈالنے والے لڑکے کے ہاتھ کسی قسم کی ناپاکی سے ملوث تھے۔ انھیں جائے رہائش پر جا کر سب سے پہلے کپڑوں سمیت غسل کرنا پڑا۔

اگرچہ اس سے ظاہر ہے۔ کہ اچھوت لوگوں کو ہندوؤں کا اپنے ساتھ ملانا تو الگ رہا۔ ان کے ہاتھ سے پھولوں کا ہار لینا بھی انھیں گوارا نہیں۔ لیکن اس سے یہ بھی تو ظاہر ہے۔ کہ پنڈت مالویہ جی ایسا کٹر سناتنی بھی ہندوؤں کی طرف سے اچھوتوں کو ہمدردی اور حسن سلوک کا یقین دلانے کے لئے اپنے عقائد کے خلاف اس قدر ایثار کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ کہ بھری مجلس میں ایک اچھوت لڑکے کے ہاتھ سے ہار لے۔ اور پھر اس وجہ سے کپڑوں سمیت غسل کرنے کی تکلیف کو بھی بخوشی برداشت کرے۔

اب معزز معاصر ہمدم لکھنؤ (۱۳ اگست) میں یہ خبر شائع ہوئی ہے۔ کہ لکھنؤ میں آریہ برادری کے زیر اہتمام ۱۲ اگست کو آریہ سماج گولہ گنج میں مختلف ذاتوں کے آدمیوں نے ملکر کھانا کھایا۔ دیگر اچھوتوں کے علاوہ ایک درجن سے زیادہ مہتر بھی کھانے میں شریک تھے۔

اس ملکر کھانا کھانے کی حقیقت سوائے اس کے کچھ نہ ہوگی۔ کہ ایک جگہ بیٹھ کر علیحدہ علیحدہ برتنوں میں کھانا کھا لیا ہوگا لیکن وہ لوگ جو قرنوں سے کسی اچھوت کے سایہ تک کو ناپاک سمجھکر اس سے بچتے چلے آرہے ہیں۔ اور جن کا مذہب دنیا کی سب سے ناپاک چیزوں سے زیادہ ناپاک ان لوگوں کو قرار دیتا ہے جنھیں اچھوت کہا جاتا ہے۔ ان کا ایک فرش پر بیٹھ جانا اور پھر کچھ کھا بھی لینا اتنا بڑا تغیر ہے۔ جسے دیکھکر مسلمانوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں۔

ہندو یہ سب کچھ کیوں کر رہے ہیں۔ اور کیوں اس رواج کو توڑ رہے ہیں جس کے مطابق وُہ صدیوں سے اچھوت اقوام سے ظالمانہ سلوک کرتے چلے آرہے ہیں۔ محض اس لئے کہ اب ان اقوام میں ہندوؤں کی بجائے انگریزوں کی حکومت میں رہنے کی وجہ سے بیداری پیدا ہو رہی ہے۔ وہ بھی اپنے وہی حقوق سمجھتے ہیں۔ جو دوسرے لوگوں کو حاصل ہیں۔ اور اب وہ اس ظلم و ستم کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ جس کا انھیں تختۂ مشق بنایا جا رہا تھا۔

اس بات کو دیکھ کر ہندو کوشش کر رہے ہیں۔ کہ ان کے تھوڑے بہت آنسو پونچھ کر اور ان سے پہلے کی نسبت کسی قدر بہتر سلوک کر کے جو زیادہ تر نمائشی رنگ رکھتا ہو۔ انھیں اپنے قبضہ و تصرف سے نہ نکلنے دیں۔ اور بدستور ان سے فوائد حاصل کرتے رہیں۔ اس کے لئے وُہ ہر قسم کی کوششیں کر رہے اور ان کے بڑے سے بڑے لیڈر امداد دے رہے ہیں۔ لیکن افسوس کہ مسلمان اس طرف سے بالکل غافل ہیں۔ اور اچھوت اقوام کی بہتری اور بھلائی میں کوئی حصہ نہیں لے رہے۔

اسلام وہ مذہب ہے۔ جس نے اپنے پیروؤں کو ہر محتاج اور ضرورت مند کی مدد کا حکم دیا ہے۔ اور صفحۂ دنیا پر اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو تمام انسانوں کو مساوی اور ایک سے حقوق کا حقدار قرار دیتا ہے۔ لیکن مسلمان یہ دیکھتے ہوئے کہ ہندوستان کی ادنےٰ اقوام بار بار امداد کے لئے ہاتھ پھیلا رہی ہیں۔ انسانیت اور شرافت کا واسطہ دے دے کر کہہ رہی ہیں۔ کہ انہیں اس حالت سے نکالا جائے جس میں انھیں ہندوؤں نے ڈال رکھا ہے۔ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں۔ اور یہ دیکھتے ہوئے کہ ہندو ان اقوام کو محض نمائشی سلوک کے ذریعہ بہلا پھسلا رہے ہیں۔ ان کے دل میں ہمدردی کا ایک ذرہ بھی پیدا نہیں ہوتا۔ ورنہ کیا وجہ ہے

آج تک انھوں نے اچھوت اقوام کی اصلاح اور ترقی کی طرف اس قدر توجہ نہیں کی جس قدر چاہیئے۔ اور جو لوگ اس بارے میں کام کر رہے ہیں۔ ان کے ساتھ ضروری تعاون نہیں کیا۔ اور بعض مقامات کے متعلق تو افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے۔ کہ مخالفانہ کوشش کی گئی ہے۔

مسلمانوں کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیئے۔ کہ ہندوستان کی اچھوت اقوام کی اصلاح کے متعلق وہ نہ صرف مذہبی طور پر جوابدہ اور ذمہ وار ہیں۔ بلکہ سیاسی اور ملکی لحاظ سے بھی یہ ایک ایسا مرحلہ ہے۔ کہ جس قوم کو اس میں کامیابی ہوگئی۔ وہی باعزت اور خوشحال زندگی بسر کر سکے گی۔ ہماری جماعت حتے المقدور اس کام کو سرانجام دے کر مسلمانوں کے آئندہ فوائد کو ایک حد تک محفوظ کرنے اور نقصانات سے بچانے کی کوشش کر رہی ہے۔ لیکن یہ کام اتنا بڑا اور اس میں ہندوؤں جیسی مالدار اور کثیر التعداد قوم سے مقابلہ اتنا مشکل ہے۔ کہ جس میں کامیابی تمام مسلمانوں کی متفقہ اور متحدہ کوشش سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ اور اس کا ایک طریق یہ ہے کہ ریزرو فنڈ کی جو تحریک کی گئی ہے۔ اور جو مسلمانوں کے مشترکہ مفاد پر خرچ ہوگا۔ اس میں فراخ دلی کے ساتھ حصہ لیا جائے۔ اور اسے جلد سے جلد اتنا مضبوط بنا دیا جائے۔ کہ ایک اعلےٰ اور وسیع پیمانہ پر ادنےٰ اقوام کی اصلاح کا کام شروع کیا جا سکے۔

ورنہ مسلمانوں کو اچھوت اقوام کے متعلق ہندوؤں کی سرگرم کوششوں کو دیکھکر سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ اور ان فرائض کی ادائیگی کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ جو اس بارے میں اسلام نے ان کے سپرد کئے ہیں۔

ہندوؤں کی نظر مسلمانوں کی زمینوں پر

لاہور کے آریہ اخبار "آریہ گزٹ" کی ہر بات نرالی ہوتی ہے۔ کچھ عرصہ ہوا۔ پنجاب گورنمنٹ نے صوبہ میں بیکاری کے متعلق تحقیقات کرنے کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا تھا۔ جس نے اپنی تحقیقات کے نتیجہ میں جو رپورٹ گورنمنٹ میں پیش کی ہے اس میں چند ایسی تجاویز بھی ہیں۔ جو انسداد بیکاری میں بہت کچھ ممد ہو سکتی ہیں۔ مگر آریہ گزٹ (۱۱ اگست) ان تجاویز میں حسب ذیل اضافہ ضروری سمجھتا ہے۔

"پنجاب کے اندر بیکاری کا ایک اور بڑا سبب ایکٹ انتقال اراضی کا ہونا ہے۔ اگر آج یہ منسوخ کرایا جائے۔ تو ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں۔ کہ پنجاب میں بیکاری بہت حد تک دور ہو جائے۔ تعلیم یافتہ نوجوان کاشت کرنا چاہتے ہیں۔ وُہ غیر کاشتکار ہونے کی وجہ سے زمین نہیں حاصل کر سکتے"۔

مطلب یہ کہ بیچارے زمینداروں کے پاس ایکٹ انتقال اراضی

کی برکت سے تھوڑی بہت جو زمینیں باقی ہیں۔ وُہ بھی ان سے بنیئے مہاجن لے رہیں۔ اس طرح ان کی بیکاری کا تو ممکن ہے کسی حد تک علاج ہو جائے۔ لیکن جن کی زمینیں ہتیائی جائیں گی۔ ان کا کیا بنے گا۔

پنجاب میں باوجود اکثریت کے مسلمانوں کی جس قدر نازک حالت ہے۔ افسوس۔ کہ برادرانِ وطن کو وُہ بھی گوارا نہیں۔ تمام تجارت کلیتہً ہندوؤں کے ہاتھ میں ہے۔ سرکاری محکموں کے عُملہ دفاتر ان سے پر ہیں۔ مسلمانوں کی تمام جائدادیں ان کے پاس رہن ہیں۔ اور مسلمان غریب شب و روز ان کے لئے کھیتی باڑی کی سخت سے سخت مشقت برداشت کرتے ہیں۔ اور یہی ایک ذریعہ ہے۔ جس سے وہ نہایت تنگی سے بسر اوقات کر رہے ہیں۔ لیکن ہندو صاحبان چاہتے ہیں۔ مسلمانوں کی معیشت کا یہ ذریعہ بھی ان سے چھین لیں۔

کیا ہندوؤں کی ایسی ذہنیت کے ہوتے ہوئے ملک میں اتحاد و اتفاق کی کوئی امید ہو سکتی ہے۔

سُود کی لعنت

معاصر "انقلاب" (۱۱ر اگست) لکھتا ہے۔ بنگال کے ایک مسلمان نے ۱۹۱۵ء میں ایک ہندو ساہوکار سے تیس روپے قرض لئے پچھلے دنوں سود در سود اکٹھا کر کے اس ساہوکار نے مسلمان پر ایک لاکھ سولہ ہزار دو سو چہتر روپے کا دعوے کر دیا جس کو نامنظور کرتے ہوئے منصف نے صرف چھ سو روپے کی ڈگری مدعی کے حق میں دی۔

تیس روپے لیکر چھ سو روپیہ دینا کس قدر ناقابل برداشت ظلم ہے۔ لیکن ایسے مظلم آئے دن مسلمانوں پر ہو رہے ہیں۔ اور عجیب بات ہے کہ مسلمان ان سے عبرت نہیں پکڑتے۔ اور برابر اسراف و تبذیر اور فضول رسومات کے لئے ہندو ساہوکاروں کے پنجۂ جور و ستم میں اسیر ہوتے جا رہے ہیں۔

اگر مسلمان اپنے اخراجات کو گھٹانے اور فضول رسم و رواج کی قیود سے آزادی حاصل کرنے کے ساتھ حکومت کی طرف سے جو زمینداره بنک اور انجمنہائے امداد باہمی کی تحریکات جاری کی جا رہی ہیں۔ ان کو کامیاب بنانے کی جد وجہد کریں۔ اور اپنے اپنے گاؤں میں شاخیں کھلوائیں۔ تو وہ بہت جلد اس سودی لعنت اور ہندو ساہوکاروں کی ستم آرائیوں سے محفوظ ہو سکتے ہیں دیہاتوں کے سرکردہ لوگوں کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

مگر اس کے ساتھ یہ امر نہایت ہی ضروری ہے۔ کہ مسلمان فضول اخراجات جو وُہ رسُومات کی ادائیگی کے لئے کرتے ہیں یک قلم ترک کر دیں۔ ورنہ کوئی صورت بھی ان کی اصلاح کی نہیں ہو سکتی۔

"پیغام صلح" نے اپنے "آخری نبی نمبر" کی خوبیاں گناتے ہوئے لکھا تھا۔

"ممکن ہے۔ کہ بعض خاص باتوں کی وضاحت کے لئے عکسی تصاویر سے بھی کام لیا جائے۔ اور اس طرح اس کی دیدہ زیبی و دلفریبی میں اور بھی چار چاند لگ جائیں۔"

اس کے متعلق ہم بڑی بیتابی سے منتظر تھے۔ کہ دیکھیں غیر مبائعین کے "آخری نبی" سے تعلق رکھنے والی وہ کونسی خاص باتیں ہیں۔ جن کی وضاحت عکسی تصاویر سے کی جائے گی۔ اور کس طرح ان عکسی تصاویر سے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا "آخری نبی" ہونا ثابت کیا جائے گا۔ لیکن افسوس کہ جُوں جُوں اس کی اشاعت کی گھڑی قریب آ رہی ہے۔ نہ صرف "عکسی تصاویر" کے "چار چاند" غائب ہوتے نظر آ رہے ہیں۔ بلکہ "آخری نبی نمبر" کا شور و شر چار سطری روکھے پھیکے الفاظ کے اعلان میں محدُود ہو کر رہ گیا ہے۔ یہ اس نمبر کی قبولیت کا کافی سے بڑھ کر ثبوت ہے۔ کیا ہی اچھا ہو۔ اگر پیغام اشاعت کے بعد اعلان کر دے۔ کہ کتنی تعداد میں یہ نمبر چھپا۔ اور اس میں سے کتنا مفت پھینکا گیا۔ اس سے قبولیت کا اور زیادہ ثبوت مل جائے گا۔

"پیغام" نے "آخری نبی نمبر" کے متعلق یہ بھی لکھا ہے۔
"غیر مسلم ارباب کے قلم سے مضامین حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔"

امید تو کم ہی ہے۔ لیکن اگر پیغام اس کوشش میں کامیاب ہو گیا۔ تو "غیر مسلم ارباب قلم" کے مضامین ایک عجیب و غریب چیز ہونگے۔ بشرطیکہ "آخری نبی" کے موضوع پر انھوں نے خامہ فرسائی کی یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے "آخری نبی" ہونے کی برکات اور فضائل بیان کئے۔ آپ کے اخلاق۔ عادات اور کارہائے نمایاں سے آخری نبی کے مفہوم کو کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے ان پہلوؤں پر پیغام کے اس پرچہ میں کچھ نہیں ہونا چاہیئے

"پیغام" نے اس نمبر کی اشاعت کی غرض یہ بتائی تھی "مسلمانوں اور بالخصوص قادیانی جماعت کے بعض خاص معتقدات نے ختم نبوت کے حقیقی منشار کو بگاڑ کر کچھ کا کچھ بنا دیا ہے۔ . . . . ان حالات کو مدنظر رکھکر کارکنان "پیغام صلح" نے ارادہ کیا ہے۔ کہ آئندہ بارہ وفات کے موقعہ پر پیغام صلح کا ایک خاص نمبر "آخری نبی نمبر" کے نام سے شائع کیا جائے۔"

لیکن مولوی محمد علی صاحب نے اس کی وجہ یہ قرار دی ہے۔ "ہماری انجمن نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ میلاد النبی کے موقعہ پر جو ۲۹ر اگست کو ہے۔ پیغام صلح کا آخری نبی نمبر نکالا جائے ہماری جماعت نے ہمیشہ اس بات کو پسند کیا ہے۔ کہ اس موقعہ پر کوئی جلسہ وغیرہ کر کے اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات پبلک میں پیش کئے جائیں۔ اس دفعہ اس تبلیغ کو اور زیادہ مؤثر کرنے کے لئے پیغام صلح کا خاص نمبر تجویز کیا گیا ہے۔"

اب کونسا بیان درست سمجھا جائے۔ مولوی صاحب نے اس نمبر کو تبلیغ کا رنگ اس لئے دیا ہے تاکہ انھیں "پیغام" کے اس اعلان کی پابندی نہ کرنی پڑے۔ کہ "اس نمبر میں ختم نبوت کا حقیقی مفہوم و منشا بتانے کے علاوہ یہ ثابت کیا جائے گا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری نبی ہونا ہی اسلام کے لئے باعث عزت و شان ہے۔" لیکن اس کے ساتھ ہی انھیں اس نمبر کا نام بھی بدلنا چاہیئے تھا۔ ورنہ جو اس کا نام تجویز کیا گیا ہے۔ اس کے لحاظ سے "پیغام صلح" کو فوقیت حاصل ہے۔

"پیغام" (۱۰ر اگست) نے ان الفاظ کو کہ "مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقار کا وُہ عقیدہ نہیں۔ جو عام مسلمانوں کا ہے۔ اور وُہ مسلمانوں کو خاتم النبیین کا منکر سمجھتے ہیں۔" میاں محمود احمد صاحب کی خطرناک غلط بیانی" کہکر یہ مطالبہ کیا ہے۔ "کب مولوی محمد علی صاحب نے یہ کہا۔ کہ مسلمان خاتم النبیین کے منکر ہیں۔"

اگر پیغام کو یہ معلوم نہ ہو۔ اور اس کا امیر حافظہ نہ باشد کے ماتحت اسے بتا نہ سکے۔ تو ہم پوچھتے ہیں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے کہیں یہ کہا ہے یا نہیں۔ کہ

"قرآن شریف تو نبوت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم کرتا ہے۔ مگر مسلمانوں نے اس اصولی عقیدہ کے بالمقابل یہ خیال کر لیا ہے۔ کہ ابھی آنحضرت صلعم کے بعد حضرت عیسیٰ جو نبی ہیں۔ وہ آئینگے۔ یہ نہ سوچا۔ کہ جب نبوت کا کام تکمیل کو پہنچ چکا۔ اور اس لئے نبوت ختم ہو چکی تو اب آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی کس طرح آ سکتا ہے۔ خواہ پرانا ہو یا نیا۔ نبی جب آئیگا۔ نبوت کے کام کے لئے آئیگا۔ اور جب نبوت کا کام ختم ہو گیا۔ تو نبی بھی نہیں آ سکتا۔ پرانے اور نئے سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ اگر یہ مولوی محمد علی صاحب کے ہی الفاظ ہوں۔ تو صاف بات ہے۔ کہ جب ان کے نزدیک پرانے اور نئے نبی سے کچھ فرق نہیں پڑتا اور ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام کو نبی ماننے کی وجہ سے خاتم النبیین کے منکر قرار دے رہے ہیں۔ تو حضرت عیسےٰ کی دوبارہ آمد کے قائلین کو بھی خاتم النبیین کا منکر ہی سمجھتے ہیں۔ پیغام ذرا مندرجہ بالا الفاظ کا مفہوم "حضرت امیر"

بانی اسلام اور بائیبل مقدس

سرور دوجہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت جملہ کتب آسمانی میں موجود ہے۔ تورات وانجیل قرب زمانی کی وجہ سے اس ظہور پر نور کے متعلق نہایت واضح بیانات پر مشتمل ہے۔ قرآن مجید کا دعوےٰ ہے:-

الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التورات والانجیل یامرھم بالمعروف وینھٰھم عن المنکر ویحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبائث ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم (اعراف ۱۹ ع)

کہ یہ وہی موعود ہے جس کی خبر تورات وانجیل میں مندرج ہے۔ یہی وہ نبی ہے جو راستی کو قائم اور بدی کو نیست و نابود کرتا ہے۔ طیبات کی حلت اور خبائث کی حرمت یعنی شریعت کی عزت کو از سر نو قائم کرتا ہے۔ بوجھ کے نیچے دبنے والوں کو آزادی اور قیدیوں کو رستگاری بخشتا ہے"

اس دعویٰ کی تصدیق اور حق پسند غیر مسلموں سے اپیل کے طور پر ہم ذیل میں وہ پیشگوئیاں درج کرتے ہیں۔ جو آج بھی یہود و نصاریٰ کی تحریف کے باوجود بائیبل میں موجود ہیں۔

نسل اسمٰعیلؑ میں ایک عظیم الشان نبی

تورات میں لکھا ہے:-

الف:- اسمٰعیل کے حق میں میں نے تیری سنی۔ دیکھ میں اسے برکت دونگا۔ اور اسے برومند کرونگا۔ اور اسے بہت بڑھاؤنگا۔ اور اس سے بارہ سردار پیدا ہوں گے۔ اور میں اسے بڑی قوم بناؤں گا" (پیدائش ۱۷ ب)

ب:- میں ان (بنی اسرائیل) کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا۔ اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا۔ اور جو کچھ میں اسے فرماؤں گا۔ وہ سب ان سے کہیگا اور ایسا ہوگا۔ کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لیکے کہیگا نہ سنیگا تو میں اس کا حساب اس سے لوں گا" (استثنا ۱۸ ب)

ایک وہم کا ازالہ

ان آیات میں بنو اسمٰعیل میں سے ایک مثیل موسیٰ صاحب شریعت نبی کی بشارت دی گئی ہے۔ مگر عیسائی لوگ اس پیشگوئی کو حضرت مسیح پر چسپاں کرنا چاہتے ہیں۔ جو سراسر غلط ہے۔ کیونکہ اول تو حضرت مسیح بزعم نصاریٰ خود خدا تھے۔ وہ نبی کیسے بن سکتے ہیں؟ نبی تو "المخبر عن الغیب بالھام من اللہ (المنجد ص۸۰۳) کے مطابق خدا سے خبر پانے والے کو کہتے ہیں۔ جو خود خدا ہے وہ کس سے غیب کی خبریں حاصل کریگا؟ غرض نبی اور خدا ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ لہذا اگر عیسائی اس پیشگوئی کو حضرت مسیح پر لگانا چاہیں۔ تو انہیں الوہیت مسیح سے انکار کرنا پڑیگا:

دوم:- یہود اس پیشگوئی کو نسلاً بعد نسل مسیح کے علاوہ کسی اور وجود کے لئے مانتے آئے ہیں۔ جیسا کہ انجیل میں لکھا ہے

"اس (یوحنا) نے اقرار کیا۔ اور انکار نہ کیا۔ بلکہ اقرار کیا کہ میں تو مسیح نہیں ہوں۔ انہوں نے اس سے پوچھا پھر کون ہے؟ کیا تو ایلیاہ ہے؟ اس نے کہا میں نہیں ہوں۔ کیا تو وہ نبی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں"

(یوحنا ۱ ب ۲۰-۲۱)

گویا یہود کے نزدیک مسیح اور "وہ نبی" دو الگ الگ موعود تھے۔

سوم:- نفس پیشگوئی بھی اس خیال کو باطل ٹھہراتی ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موسیٰ کی مانند صاحب شریعت یا جلالی نبی نہ تھے۔ نیز پھر آپ نے سب کچھ کہنے کا دعویٰ بھی نہیں فرمایا۔ بلکہ یہ کہا ہے:-

"مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں۔ مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی سچائی کا روح آئیگا۔ تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائیگا۔ اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہیگا۔ لیکن جو کچھ سنیگا وہی کہیگا۔ اور تمہیں آئندہ کی خبریں دیگا" (یوحنا ۱۶ ب ۱۲-۱۳)

چہارم:- مقدس پولوس نے بالصراحت اس خیال کو رد کر دیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:-

"ضرور ہے کہ وہ (مسیح) آسمان میں اس وقت تک رہے جب تک کہ وہ سب چیزیں بحال نہ کی جائیں۔ جن کا ذکر خدا نے اپنے پاک نبیوں کی زبانی کیا ہے۔ جو دنیا کے شروع سے ہوتے آئے ہیں۔ چنانچہ موسیٰ نے کہا کہ خداوند خدا تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے مجھ سا ایک نبی برپا کریگا۔ جو کچھ وہ تم سے کہے اس کی سننا" (اعمال ۳ ب ۲۱-۲۲)

پس استثناء کی پیشگوئی کا مصداق حضرت مسیحؑ کو بتلانا سراسر غلطی ہے۔ اس کا مصداق وہی نبی عربی ہے۔ جو اسمٰعیلؑ کی نسل سے بھی ہے۔ اور الفاظ پیشگوئی بھی آپ پر صادق آتے ہیں:

آنحضرتؐ کی بعثت یا خدا کا ظہور

بائیبل نے اپنے محاورہ کے مطابق خدا کے برگزیدوں کو اس کے بیٹے قرار دیا۔ تو ان سب کے سردار اور سرتاج کی آمد کو خدا کی آمد بتلایا ہے۔ بائیبل میں لکھا ہے:-

الف:- خدا تیمن سے اور وہ جو قدوس ہے۔ کوہ فاران سے آیا اس کی شوکت سے آسمان چھپ گیا۔ اور زمین اس کی حمد سے معمور ہوئی۔ اس کی جگمگاہٹ نور کی مانند تھی۔ اس کے ہاتھ سے کرنیں نکلیں۔ پر وہاں بھی اس کی قدرت در پردہ تھی۔ مری اس کے آگے آگے چلی۔ اور اس کے قدموں پر آتشی وبا روانہ ہوئی۔ وہ کھڑا ہوا۔ اور اس نے زمین کو لرزا دیا۔ اس نے نگاہ کی اور قوموں کو پراگندہ کر دیا"

(حبقوق ۳ ب ۳-۶)

ب:- "خداوند سینا سے آیا۔ اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا۔ اور اس کے دہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت ان کیلئے تھی۔ ہاں وہ اس قوم سے بڑی محبت رکھتا ہے۔ اس کے سارے مقدس تیرے ہاتھ میں ہیں۔ اور وہ تیرے قدموں کے نزدیک بیٹھے ہیں۔ اور تیری باتوں کو مانیں گے"

(استثناء ۳۳ ب ۲-۳)

ج:- حضرت مسیح اپنی بعثت کو بیٹے کی بعثت قرار دیتے ہوئے انگوری باغ کی تمثیل میں فرماتے ہیں:-

"جب باغ کا مالک آئیگا۔ تو ان باغبانوں کے ساتھ کیا کریگا۔ انہوں نے اس سے کہا۔ ان برے آدمیوں کو بری طرح ہلاک کریگا۔ اور باغ کا ٹھیکہ اور باغبانوں کو دیگا۔ جو موسم پر اس کو پھل دیں۔ یسوع نے ان سے کہا کیا تم نے کتاب مقدس میں کبھی نہیں پڑھا۔ کہ جس پتھر کو معماروں نے رد کیا وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا۔ یہ خداوند کی طرف سے ہوا۔ اور ہماری نظر میں عجیب ہے۔ اس لئے میں تم سے کہتا ہوں۔ کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائیگی۔ اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے دیدی جائیگی۔ اور جو اس پتھر پر گریگا اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ مگر جس پر وہ گریگا۔ اسے پیس ڈالیگا"

(متی ۲۱ ب ۴۰-۴۴)

ان آیات سے ظاہر ہے کہ استثناء اور حبقوق کی نبوت میں جس کامل مظہر خدا کی بشارت دی گئی ہے۔ وہ بیٹے یعنی حضرت مسیحؑ کے بعد معاً آنے والا ہے۔ کیا کوئی حق پسند انسان ان پیشگوئیوں کے ہوتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اے پڑھنے والے تو خدا کیلئے غور کر۔ کہ فاران میں کس کے ذریعہ خدا تعالےٰ کی جلوہ گری ظاہر ہوئی۔ کون دس ہزار صحابہ کو لیکر آیا؟ کس نے دنیا کے سامنے ایک شریعت بیضا پیش کی؟ کس نے خدا کی جلالی صفات کو دنیا پر روشن کیا؟ کون تھا جس نے باغ دوسری قوم (بنی اسمٰعیل) کے سپرد کیا؟ یقیناً یقیناً وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں: